فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب

۱۲۹۱ھ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ مزیل التباس اور موضح معنی اثر ابن عباس مسمی بہ

تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس

مؤلفہ وحید العصر فرید الدہر مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

مطبع صدیقی بریلی مین باہتمام مولوی محمد منیر طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماء دین اسبات مین کہ زید نے بتتبع ایک عالم کے جسکی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی
تھی دربارۂ قول ابن عباس جو در منثور وغیرہ مین ہی ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و
نوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسے کعیساکم ونبی کنبیکم کے یہہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہہ عقیدہ ہی
کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہی اور زمین کے طبقات جدا جدا ہین اور ہر طبقے مین مخلوق الہی ہی اور حدیث
مذکور سی ہر طبقے مین انبیا کا ہونا معلوم ہوتا ہی لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ مین ثابت
ہوتا ہی مگر اُسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہین اور نہ یہہ میرا عقیدہ ہی کہ وہ خاتم
مماثل آنحضرت صلعم کے ہون اسلیے کہ اولاد آدم جسکا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم مین ہی اور سب مخلوقات
سی افضل ہی وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہی بالاجماع اور ہمارے آنحضرت صلعم سب اولاد آدم سے
افضل ہین تو بلاشبہہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات مین
داخل ہین آپکے مماثل کسیطرح نہین ہو سکتے تھے اور باوجود اس تحریر کے زید یہہ کہتا ہی کہ اگر
شرع سی اسکی خلاف ثابت ہوگا تو مین اُسکو مان لونگا میرا اصرار اس تحریر پر نہین پس علماء شرع
سے استفسار یہہ ہی کہ الفاظ حدیث ان معنو نکو محتمل ہین یا نہین اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق
یا خارج اہل سنت وجماعت سی ہوگا یا نہین بینوا توجروا +

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین وسید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ کے
قبل عرض جواب یہ گذارش ہی کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئین تاکہ فہم جواب مین کچھہ دقت
نہو سو عوام کے خیال مین تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہی کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے
بعد اور آپ سب مین آخر نبی ہین مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی مین بالذات کچھہ فضیلت نہین پھر
مقام مدح مین ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اسصورت مین کیونکر صحیح ہو سکتا ہی ہان اگر اسوصف

کو اوصاف مدح مین سی نکہیے اور اسمقام کو مقام مدح قرار ندیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو
ہی مگر مین جانتا ہون کہ اہل اسلام مین سی کسیکو یہہ بات گوارا نہوگی کہ اسمین ایکتو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ
گوئی کا وہم ہی آخر اس وصف مین اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف مین جنکو
نبوت یا اور فضائل مین کچہہ دخل نہین کیا فرق ہی جو اسکو ذکر کیا اور انکو ذکر نکیا دوسرے رسول اللہ صلعم
کیجانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہین اور ایسی ویسی لوگونکے اس قسم کے
احوال بیان کیا کرتے ہین اعتبار نہو تو تاریخونکو دیکہہ لیجے باقی یہہ احتمال کہ یہہ دین آخری دین تہا اسلیے سد
باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہی جو کل کو جہوٹے دعوی کرکے خلائق کو گمراہ کرینگے البتہ فی حد ذاتہ
قابل لحاظ ہی پر جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور جملہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مین
کیا تناسب تہا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہی کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام مین متصور نہین اگر سد باب مذکور منظور ہی تہا
تو اسکے لئے اور بیسیون موقع تہی بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہی جس سی تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہی
اور فضیلت نبوی دوبالا ہوجاتی ہی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم
ہوجاتا ہی جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہی موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا
اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سی مفہوم ہی کسی غیر سی مکتسب اور مستعار نہین ہوتا مثال درکار ہی تو لیجیے
زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہی تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہین اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سی اتنی
ہی تہی بایں ہمہ یہہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہین تو جسکا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اسکا نور ذاتی ہوگا کسی اور سی مکتسب اور
کسی اور کا فیض نہوگا الغرض یہہ بات بدیہی ہی کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہوجاتا ہی چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہونیکی وجہ
اگر ہی تو یہی ہی یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہین اور یہی وجہ ہی کہ کبہی موجود کبہی معدوم ہی
بالجملہ [illegible] یہہ کمالات اصلی ہین لیکن یہہ اوصاف ممکنات کی حقیقت ذاتی ہوتی تو یہہ انفصال و اتصال نہوا کرتا علی الدوام

واسطہ کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتی سو اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہین اور سوا آپ کے
اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اورونکی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپکی نبوت کسی اور
کا فیض نہین آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہوجاتا ہی غرض آپ جیسے نبی الامۃ ہین ویسے ہی نبی الانبیا
بھی ہین اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادۃ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ
ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ الخ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر
ایمان لانے اور آپکے اتباع اور اقتدار کا عہد لیا گیا اور آپ نے یہہ ارشاد فرمایا کہ
اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ برین بعد نزول حضرت عیسیٰ
کا آپکی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہی اور رسول اللہ صلعم کا یہہ ارشاد کہ عُلِّمْتُ
علم الاولین والآخرین بشرط فہم اسی جانب مشیر ہی شرح اس معما کی یہہ ہی کہ اس
ارشاد سے علوم خاص کو یہہ بات واضح ہی کہ علوم اولین مثلاً اور ہین اور علوم آخرین اور لیکن
وہ سب علوم رسول اللہ صلعم مین مجتمع ہین سو جیسے علم سمع اور ہی اور علم بصر اور پر یہہ
قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ مین یہہ سب علوم مجتمع ہین ایسے ہی رسول اللہ صلعم اور انبیاء باقی
کو سمجھیے یہی ظاہر ہو کہ سمع و بصر اگر مدرک و عالم ہین تو بالعرض ہین ورنہ مدرک حقیقی اور عالم
تحقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہی اسیطرح سے عالم حقیقی رسول اللہ صلعم ہین اور انبیاء باقی
اور اولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہین تو بالعرض ہین مگر اسکے ساتھ یہہ
بھی اہل فہم جانتے ہین کہ نبوت کمالات علمی مین سے ہی کمالات عملی مین سے نہین الغرض کمالات ذوی العقول کل دو
کمالوں مین منحصر ہین ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بناء مدح کل انہین دو باتوں پر ہے
چنانچہ کلام اللہ مین چار فرقون کی تعریف کرتے ہین نبیین اور صدیقین اور شہداء اور

صالحین جنین سی انبیا اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہی اور شہدا اور صالحین کا
کمال عملی انبیا کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجہو اور
شہدا کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائیو دلیل اس دعوی
کی یہہ ہی کہ انبیا اپنی امت سی اگر ممتاز ہوتے ہین تو علوم ہی مین ممتاز ہوتے ہین باقی رہا
عمل اوسمین بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہین بلکہ بڑہہ جاتے ہین اور اگر قوت
عملی اور ہمت مین انبیا امتیون سی زیادہ بہی ہون تو یہہ معنی ہونگی کہ مقام شہادت اور وصف
شہادت بہی انکو حاصل ہی مگر کوئی ملقب ہوتا ہی تو انہین اوصاف غالب کے ساتہہ ملقب ہوتا
ہی مرزا جانجانان صاحب اور شاہ غلام علی صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز
صاحب یہہ چارون صاحب جامع بین الفقر والعلم تہی پر مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو
فقیری مین مشہور ہوئی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب علم مین وجہ اسکی
یہی ہوتی کہ اونکے علم پر تو انکی فقیری غالب تہی اور اونکی فقیری پر انکا علم اگرچہ اُنکے علم
سے اُنکا علم یا انکی فقیری سی انکی فقیری کم نہو سو انبیا مین علم عمل سی غالب ہوتا ہی اگرچہ
اونکا عمل اور ہمت اور قوت اورون کی عمل اور ہمت اور قوت سی غالب ہو بہرحال علم مین انبیا اورون
سی ممتاز ہوتے ہین اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہی جیسا کہ مصداق صدیقیت وہی کمال
علمی ہی چنانچہ لفظ نبا اور صدق بہی جو ماخذ دونون صفات مذکورہ ہی اسبات پر شاہد ہی نبا خود
خبر کو کہتے ہین جو اقسام علوم یا معلوم مین سی ہی اور صدق اوصاف علم مین سی پر نبوت اور
صدیقیت مین وہی فرق فاعلیت و قابلیت ہی جو آفتاب و آئینہ مین وقت تقابل معلوم
ہوتا ہی چنانچہ وہ حدیث مرفوع قولی جسکا یہہ مطلب ہی کہ جو میری سینہ مین خدا نے ڈالا تہا
مین نے ابوبکر رض کے سینہ مین ڈالدیا اسپر شاہد ہی مگر جیسی نبی کو نبی اصلی کہتے ہین ویسے خبردار

یا اپنی عقل کی رسائی سے قبول کرتا ہو صدیق کہ صدیق اسلئے کہتے ہین کہ اسکی عقل بجز قول صادق قبول نہین کرتی
قول صادق کو سنتے ہی اسطرح قبول کر لیتا ہی جیسے مٹھائی کو معدہ اور قول باطل سے اسطرح گھبراتا ہی
اور اسطرح اوسکو رد کرتا ہی جیسے مکھی کو معدہ رد کرتا ہی یہی تہا کہ صدیق اکبر کو ایمان لانے مین
معجزہ کی ضرورت نہوئی علے ہذا القیاس مصداق شہید بدلالت حدیث وہ شخص ہی جو اعلاء کلمۃ اللہ
اور ترقی دین کے لئے جان دینے کو تیار ہو چنانچہ رسول اللہ صلعم سے جو کسی نے پوچہا کہ بعضے آدمی
طمع مال مین لڑتے ہین اور بعضے بوجہ عصبیت یعنی بوجہ قرابت وحمیت قومی اور بعضے بغرض
ناموری انمین سے شہید کون ہوتا ہی تو آپ نے فرمایا مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا غرض
شہادت اسصورت مین عوارض ہمت اور قوت عملی مین سے ہوئی اور شہید اول درجہ کا آمر بالمعروف
اور ناہی عن المنکر ہوا اور اسیوجہ سے شاید شہید کو شہید کہتے ہین یعنی بروز قیامت وہ شاہد ہوگا کہ
فلانا شخص حکم خدا مان گیا تہا اور فلانے نے نہین مانا کیونکہ اسبات کی اطلاع جیسی آمر بالمعروف
اور ناہی عن المنکر کو ہو سکتی ہی اتنی اورونکو نہین ہو سکتی اور اوسکی گواہی اسباب مین ایسی سمجہی جیسی
کسی مقدمہ مین ملازمان سرکاری کی گواہی چنانچہ اس امت کے حق مین یہہ فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور دوسرا یہہ ارشاد کہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ غور کیجے تو اسی جانب مشیر ہی غرض شہید سے فیض عملی ہوتا
ہی یعنی بہلے عمل اور ونسے کراتا ہی اور برے عملون سے روکتا ہی سو جو شخص اس سے مستفیض ہو وہ
صالح ہی اور ظاہر ہی کہ اہتمام اعمال کے باب مین وہی کر سکتا ہی جو خود اعمال مین پکا ہی سو بوسیلہ
امر ونہی ہو یا بوسیلہ صحبت جس شخص کو افاضہ اعمال منظور ہو وہ تو شہید ہی اور جو اس سے مستفیض
ہو وہ صالح جب یہہ بات ذہن نشین ہو چکی تو خود معلوم ہو گیا ہوگا کہ جب نبوت کمالات علمی
مین سے ہوئی اور دربارہ علم رسول اللہ صلعم موصوف بالذات ہوئی تو دربارہ نبوت بہی

ہی موصوف بالذات ہونگے اور آیہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ الخ مین جو لفظ
مصدق لما معکم ہی تو اُس سے بعد لحاظ اسباب کے کہ یہہ خطاب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو
ہی اور کلمہ ما اسجگہہ ایسا عام ہی کہ تمام علوم اور کتب کو شامل یہہ بات اور بھی موجہ ہو جاتی
ہی کہ نبوت کمالات علمی مین سے ہی اور آپ جامع العلوم ہین اور انبیاء باقی جامع نہین غرض
جو بات حدیث علمت علم الاولین سے ثابت ہوئی تھی مع شئ زائد آیہ مذکورہ سے ثابت ہی سو
ایک تو یہی بات زائد ہی کہ نبوت کا کمالات علمی مین سے ہونا اِس سے ظاہر ہی کیونکہ رسول کی
صفت مین یہہ فرمانا کہ مصدق لما معکم جو لاجرم منجملہ کمالات علمی ہی کیونکہ تصدیق علم ہی
سے متصور ہی اس جانب مشیر کہ اُس رسول کا علم ایسا عام ہوگا پھر باایںہمہ لفظ رسول ہی
باین نظر کہ زبان عربی مین پیغامبر کو کہتے ہین اور پیغام منجملہ اوامر و نواہی ہوتا ہی جو
بیشک از قسم علوم ہی اسپر دال ہے اور عہد کا لینا جس سے آپ کا نبی الانبیا ہونا ثابت
ہوتا ہی پہلے ہی معروض ہو چکا علاوہ برین حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ
بھی اسی جانب مشیر ہی کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب
جب ہی چسپان ہو سکتا ہی کہ ایکجا یہہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی اور فرق
قدم و حدوث اور دوام و عروض فہم ہو تو اِس حدیث سے ظاہر ہی ہر کوئی سمجھتا ہی کہ اگر
نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھہ آپ ہی کے ساتھہ مخصوص نہوتا تو آپ مقام اختصاص مین یون
نفرماتے علاوہ برین حضرات صوفیہ کرام کی یہہ تحقیق کہ مربی روح محمدی صلعم تعین اول یعنے
صفت علم ہی اور یہی اسکی مؤید ظاہر ہی کہ شاعر کی تربیت سے شعر آویگا اور طبیب کی تربیت سے فن
طب محدث کی تربیت دربارہ حدیث مفید ہوگی فقیہہ کی دربارہ فقہ سو جسکی مربی صفۃ العلم ہو
جو علم مطلق ہی مثل ابصار و اسماع علم خاص و قسم خاص نہین تو لاجرم فرد تربیت یافتہ اُسکا

ذات پاک محمدی صلعم بھی علم مطلق مین صاحب کمال ہوگی اور ظاہر ہی کہ مطلق مین تمام خصص
خاصہ جو مقیدات مین ہوتی ہین مندرج ہوتے ہین سو یہہ بعینہ مضمون علمت علم الاولین الخ
اور یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہی اور بنظر
ضرورت ہر وقت قبضہ مین رہتا ہی مثل عنایات خاصہ گہ و بیگاہ کا قبضہ نہین ہوتا ہمارے
حضرت صلعم کو قرآن ملا جو تبیانا لکل شیٔ ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپ اس فن مین یکتا ہین کیونکہ ہر
شخص کا اعجاز اوسی فن مین متصور ہی جس فن مین اور اوسکی شریک نہون اور وہ اوسمین
یکتا ہو مثلا خوشنویس کے سامنے اگر اور عاجز ہوتے ہین تو اچھے خوش قطعہ کے لکھنے ہی
مین عاجز ہوتے ہین اور فنون مین عاجز نہین سمجھے جاتے بالجملہ رسول اللہ صلعم وصف نبوت
مین موصوف بالذات ہین اور سوا آپکے اور انبیاء موصوف بالعرض اس صورت مین اگر
رسول اللہ صلعم کو اول یا وسط مین رکھتے تو انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا
تو اعلے کا ادنے سے منسوخ ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرماتے ہین مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ
نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا اور کیون نہو یون نہو تو اعطاء دین منجملہ رحمت نرہی آثار غضب مین
سے ہو جاے ہان اگر یہہ بات متصور ہوتی کہ اعلے درجہ کے علماء کے علوم ادنے درجہ کے
علماء کے علوم سے کمتر اور اذون ہوتے ہین تو مضائقہ بھی نتہا پر سب جانتے ہین کہ
کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علو مراتب علوم پر موقوف ہی یہہ نہین تو وہ بھی نہین اور
انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف نہوتا تو یہہ بات تو ضرور ہی کہ انبیاء متاخر پر وحی آتی
اور افاضہ علوم کیا جاتا ورنہ نبوت کے پہر کیا معنی سو اس صورت مین اگر وہی علوم محمدی
ہوتے تو یہہ وعدہ محکم اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ کے جو نسبت اس کتاب
کے جسکو قرآن کہتے اور شہادت آیہ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ جامع العلوم

ہی یا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء متاخر علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب
تبیانا لکل شیء ہونا غلط ہو جاتا بالجملہ جیسے ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب
جامع چاہیئے تھی تاکہ علو مراتب نبوت جو لاجرم علو مراتب علمی ہی چنانچہ معروض ہو چکا
میسر آئے ورنہ یہہ علو مراتب نبوت بے شک ایک قول بے فروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسی
ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہی چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار
کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہی یہی ہی کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہی زمانہ نبوت
نہین اور ظاہر ہی کہ درصورت ارادہ تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا اور امر زمانی
یعنی نبوت بالعرض ہان اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سی
عام لے لیجے تو پھر دونو طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلعم
خاتمیت مرتبی ہی نہ زمانی اور مجھسے پوچھیے تو میرے خیال ناقص مین تو وہ بات ہی کہ سامع
منصف انشاء اللہ انکار ہی نکر سکے سو وہ یہہ ہی کہ تقدم تاخر زمانی ہوگا یا مکانی یا مرتبی
یہہ تینون نوعین ہین باقی مفہوم تقدم و تاخر ان تینون کے حق مین جنس اور ظاہر ہی کہ
مثل چشم و چشمہ و ذات وغیرہ معانی لفظ عین ان تینون مین یون بعید نہین جو مثل
لفظ عین لفظ تقدم و تاخر و اختتام کو جو تاخر کے آثار مین سی ہی بنسبت انواع مذکورہ
مشترک کہئے جنس نکہئے مگر انمین سی اول و آخر زمانی و مرتبی تو منحصر ہوتا ہی یعنی اول آخر اور
آخر اول نہین ہو سکتا البتہ تقدم و تاخر زمانی کے لئے کسی مصحح کی ضرورت پڑتی ہی جس کی
اول و آخر معلوم ہو جاوے جیسے صفوف مسجد کے لئے قبلہ اور دیوار قبلہ ورنہ یہان دوسری
طرح سے لیجئے تو قضیہ منعکس ہو جائیگا جب یہہ بات معلوم ہوگئی تو اب سنئے کہ ذوات انبیاء علیہم السلام
تو بذات خود اس قابل ہی نہین کہ انمین تقدم و تاخر کی گنجایش ہو ہان بواسطہ زمان و مکان

درمراتب البتہ مقدم و موخر کہہ سکتی ہیں بہرحال حذف مضاف کی ضرورت ہوگی سو لفظ
زمان کی جا پر اگر موصوف و تاخر بھی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جا ے تو بہتر ہی بلکہ
ضرور ہی کیونکہ حذف بلے قرینہ و الہ علے المحذوف الخاص دلائل تعمیم مین سے ہی
یہی وجہ ہی کہ للّٰہ الامر من قبل و من بعد اور اللہ اکبر مین کل شی یا من کل شی محذوف
سمجہا جاتا ہی بہرحال مؤنتہ دونو صورتین برابر لفظ زمان ہو یا کوئی مفہوم عام پر تخصیص
زمان ہی کیا ہی اسصورتین ہر نوع مین مفہوم خاتمیت جدی طرح ظہور کریگا جیسے آیہ
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ مین مفہوم رجس
جنس عام ہی کہ اسکی لئی خمر جدی نوع ہی اور میسر وغیرہ جدی وہان رجس نے اور طرح
ظہور کیا یہان اور طرح یعنی خمر مین نجاست ظاہری بھی ظاہر ہوئی انواع باقیہ مین
فقط نجاست باطنی ہی رہی سو جیسی علت اختلاف ظہور مذکور یہہ ہوئی کہ یہان فعل شرب
شراب کے باعث ممنوع ہوا اسلیئے پانی وغیرہ کا پینا ممنوع نہین تو یہان تو رجس صفت
اصلی جسم شراب کی ہوگی اور میسر وغیرہ مین اشیاء معلومہ اعمال کے باعث بُری ہوئین
کیونکہ اشیاء معلومہ آلات افعال معلومہ ہین اسلئی رجس صفت اصلی افعال کی ہوگی سو انکی
ناپاکی وہی نجاست باطنی مگر جیسے افعال اور شراب مین فرق ہی اور پہر وصف رجس مین متحد
ایسی ہی یہان قصہ ہی بلکہ یہان تیزان نوعون کا موصوف تقدم و تاخر ہونا ایسا ظاہر ہی
جیسا شراب کا موصوف برجس ہونا مثل اتصاف افعال برجس خفا یا احتمال تجوز نہین سو
اگر یہان خاتم مثل رجس جنس عام رکہا جا ے تو بدرجہ اولے قابل قبول ہی اسمین خاتمیت
زمانی اور مرتبی کو تو ضرورت تعیین مبدا تقدم نہین ہان مکانی مین ہی سو بقیاس تاخر مرتبی یہان
بہی نیچے سے شروع سمجہا جائیگا اور زمین علیا اختتام ہوگا سو اگر اطلاق اور عموم ہی تب تو ثبوت

خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادہر تصریحات
نبوی مثل اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ او کما قال جو بظاہر بطرز
مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اسباب مین کافی کیونکہ یہہ مضمون درجہ تواتر کو
پہونچ گیا ہے پھر اسپر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہون سو
یہہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہان ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات
فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث تعداد رکعات متواتر نہین جیسا اسکا منکر
کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بھی کافر ہوگا اب دیکہئے کہ اس صورت مین عطف بین الجملتین اور استدراک
اور استثنار مذکور بھی بغایت درجہ چسپان نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے
اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہین جاتی اور نیز اس صورت مین جیسے قرارت خاتم بکسر التار چسپان ہے ایسے ہی قرارت
خاتم بفتح التار بھی بنہایت درجہ بے تکلف موزون ہوجاتی ہے کیونکہ جیسے خاتم بفتح التار کا اثر اور نقش مختوم علیہ مین
ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض مین ہوتا ہے حاصل مطلب آیہ کریمہ اس صورت مین یہہ ہوگا کہ ابوت معروفہ
تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہین پر ابوۃ معنوی امتیونکی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیار کی نسبت
بھی حاصل ہے انبیار کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف
بالذات کے فرع ہوتے ہین موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اسکی نسل اور ظاہر ہے کہ والد
کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہین کہ یہہ اُس سے پیدا ہوتے ہین وہ فاعل ہوتا ہے چنانچہ
والد کا اسم فاعل ہونا اسپر شاہد ہے اور یہہ مفعول ہوتے ہین چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اسکی
دلیل ہے سو جب ذات بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیار باقی موصوف بالعرض
تو یہہ بات اب ثابت ہوگئی کہ آپ والد معنوی ہین اور انبیار باقی آپکے حق مین بمنزلہ اولاد معنوی
اور امتیونکی نسبت لفظ رسول اللہ مین غور کیجے تو یہہ بات واضح ہے آیۃ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ ملانے کے بعد

ہی محمد رسول اللہ صلعم کو صغری بنا ہی اور النبی اولی بالمومنین کو کبری دیکھیے یہہ نتیجہ نکلتا ہی
یا نہیں صغری اسکی یہہ ہے کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کے
دیکھیے تو یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھہ وہ قرب حاصل
ہے کہ اونکی جانوں کو بھی اونکے ساتھہ حاصل نہیں کیونکہ اولے بمعنی اقرب ہی اور اگر بمعنی
احب یا اولے بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف
کے لئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا دلیل اول یہہ بات سنئے کہ ایسی اقربیت
جو اپنی حقیقت سے بھی زیادہ ہو بجز موصوف بالذات کے کہ موصوف بالعرض یا وصف عارض
کی نسبت ہوتا ہی اور کسیکو کسیکے ساتھہ حاصل نہیں کیونکہ ربط افاضہ اگر مین الشیئین نہیں
تو باعتبار اصل حقیقت استغنا اور تباین ہوگا اگرچہ دونوں ایک موصوف مین اتفاقا مجتمع
ہوں اتنا قرب کجا اور اگر ربط افاضہ مین الشیئین ہی یعنے ایک موصوف بالذات اور دوسرا
موصوف بالعرض ہی تو لاجرم موصوف بالعرض کے ساتھہ بحیثیت وصف عارض اوجود
وصف عارض محتاج موصوف بالذات ہوتے ہین سو وصف عارض کو جو کچھہ تشخص حاصل
ہوتا ہی بعد تحقق حاصل ہوتا ہی اور علے ہذا القیاس ادراک تشخص بھی بعد ادراک اصل وجود
ہوتا ہی چنانچہ دور سے کسیکو دیکھیے تو ایک موجود مبہم ہوتا ہی جسکا انطباق ہزاروں احتمالوں
پر متصور ہی پر جون جون قریب آتا جاتا ہی وہ ابہام مرتفع ہوتا جاتا ہی اور تمیز جو ادراک
تشخصات پر موقوف ہی حاصل ہوتی جاتی ہی سو جب حالت بعد مین یہہ حال ہی تو حالت
قرب مین تو اوس امر مبہم کو اور بھی وضاحت ہو جائیگی جسکی وجہ سے تقدم علے ادراک
التشخصات ضرور تر ہی علاوہ برین معلوم ہونا خود ایک وصف وجودی ہی اور معلومات
کا معلوم ہونا ضروری جسکے معنی قطع نظر تقلید سے کرکے انصاف سے دیکھیے تو یہہ معلوم ہوتے ہین

پر اذا فنہ وجود ذہنی عالم کیطرف اسی وسیلہ ہوا ہے اور وہ نور علم جو ذوات عالم کے ساتھ
اسیطرح قائم ہے جیسے آفتاب کا نور آفتاب کے ساتھ اور اسکو اسیطرح محیط ہو جاتا ہے
جیسے نور مذکور اشیاء مستنیر کو اور ظاہر ہے کہ عالم کو اگر ادراک معلومات ہوگا تو وہ ایسا
ہی ہوگا جیسے فرض کرو آفتاب کو انوار خاصہ در و دیوار کا علم جنکو ہم دہوپ کہتے ہین سو
اوسمین سے نور مطلق جیسے صفت آفتاب ہے اور تثلیث اور تربیع وغیرہ تقطیعات دہوپ جو
صحن خانون وغیرہ کیطرف سے لاحق ہوتے ہین اصل مین صفت صحن خانہا وغیرہ اور اسوجہ
سے درصورت علم مفروض جو آفتاب کو حاصل ہوگا علم نور مطلق باینوجہ کہ اپنی صفت ہے
علم تقطیعات سے جو اور ونکی صفت ہے مقدم ہوگا ایسے ہی نور علم مذکور صفت عالم ہے اور
تشخصات معلومات صفات معلومات اور اسوجہ سے علم صفت خود جو عین علم ہے علم تشخصات سے مقدم ہوگا
اور ظاہر ہے کہ نور آفتاب بذات خود منور ہے اور یہہ تشخصات اور تعینات جو حقیقت مین حقیقت معلوم
ہین کیونکہ مسمی زید و عمرو وغیرہ یہہ خصوصیات خاصہ ہین جنکی وجہ سے باہم تباین ہے
نہ وہ امر مشترک جسکو حقیقت انسانی کہئے منور بالعرض سو اس حرکت علم مین جب نور مطلق
اول آیا اور حقیقت مذکورہ دوسری بار تو درصورتیکہ مقصود بالعلم وہ حقائق ہی ہوئے
اور طالب علم خود صاحب حقیقت تو یون کہنا پڑیگا کہ موصوف بالذات ہمیں موصوف
بالعرض سے اپکی حقیقت کی نسبت بہی زیادہ قریب ہے کیونکہ قریب بعید کے دریافت کے
لئے کمی بیشی فاصلہ ضرور ہے اور فاصلہ کے کم ہونے کی یہہ علامت ہے کہ ادہر کو حرکت
کیجے تو زیادہ فاصلہ کی چیز سے پہلے آئے سو دیکہہ لیجے حرکت فکری مین اول دلیل آتی ہے
پہر مدلول اسلئے استدلال لمی مین باینوجہ کہ دلیل جو حقیقت مین علت ہوتی ہے اول علت
آئیگی اور مطلوب بعد مین اسصورت مین دلیل اعنی علت کو مطلوب سے بہ نسبت مطلوب کے بہی

زیادہ قرب ہوگا مگر یہہ قرب بنسبت معلول کے سوا علت اور کسیکو نصیب نہین کیونکہ اول
مین انفصال ہی گو اتصال ہو توجہان یہہ قرب ہوگا ہی علیت معلولیت ہوگی اور وقت استدلال
اگر خود معلول ہی اپنے ادراک کیطرف متوجہ ہوا اور مستدل باستدلال لمی ہو تو یہہ بات صاف
روشن ہوجائیگی کہ طالب کی ذات سے اوسکی علت قریب ہی سو اگر مومنین کو اپنی حقیقت کا ادراک
مطلوب ہوگا تو نسے شک اول رسول اللہ صلعم اس حرکت فکری مین آئینگی پھر انکی حقیقت باقی
رہی دلیل انی وہ حقیقت مین دلیل ہی نہین ہوتی بلکہ استدلال انی کے لئے ضرور ہی کہ اول
استدلال لمی ہولی اگر آفتاب کو علت نور نہ سمجھین تو پھر نور سے وجود آفتاب پر استدلال
ممکن نہین اور یہہ سمجھنا کہ یہہ علت ہی اور وہ معلول یہی استدلال لمی ہی استدلال لمی
مین سوا اسکی اور کیا ہوتا ہی الغرض وجود ذہنی معلول ہی علت کی وجود ذہنی پر ایسی طرح موقوف
ہی جیسی اسکا وجود خارجی اسکی وجود خارجی پر باقی استدلال انی مین علم تازہ نہین ہوتا علم
سابق کا استحضار ہوتا ہی اور ظاہر ہے کہ علت اپنی معلول مین بنسبت اسکی حقیقت کے
جو تعینات اور تشخصات ہین اور منجملہ لواحق اور توابع اور محتاج نفے التحقق اولی بالتصرف
ہی سنے علے ہذا القیاس معلول کو اگر قابل محبت ہی جو محبت اپنی علت سے ہوگی جو اوسکی اصل ہے
اوسیکا پرتوہ اوسمین ہی چنانچہ مثال نور آفتاب ہنے ظاہر ہی وہ محبت تعینات سے
کا ہیکو ہوگی جو لواحق ہین اور باہم اتفاقی ملاقات ہوگئی ہی اسصورت مین علت کو بنسبت
اوسکے معلول کے اگر احب الیہ من نفسہ کہا جاے تو بجا ہی غرض اولے بمعنی اقرب
ان دونون معنون کو مستلزم ہی اور یہہ دونون اوسکی منافی نہین بلکہ اوسکے تحقق
پر ایسی طرح دال ہین جیسی نور آفتاب طلوع آفتاب پر دلالت کرتا ہی سو جیسی طلوع آفتاب
وجود نور پر مقدم ہی ایسی ہی تحقق اولویت بمعنی اقربیت تحقق اولویت بالتصرف اور

لویت بمعنی احبیت پر مقدم ہوگی غرض اقربیت مذکورہ کا مابین رسول اللہ صلعم اور امت
مرحومہ ہونا بایں‌طور کہ آپ اقرب الی الامۃ المرحومۃ من انفسہم ہون ضرور ہی اور یہہ بھی
اسکے متصور نہین کہ آپ علت ہون اور امت مرحومہ اعنی مومنین معلول اور ظاہر ہی کہ معلول
مین جو کچھہ ہوتا ہی فیض علت اور عطاء علت ہوتا ہی اسلیئے اوسکے لیئے صیغہ مفعول
تجویز کیا گیا اسصورت مین علت مین ضرور ہی کہ وہ فیض ذاتی ہو ورنہ وہان بھی عرضی ہو
توکوئی اور ہی مفیض حقیقی ہوگا کیونکہ یہہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ وصف عرضی خود بخود
ہو جاوے کوئی موصوف بالذات ضرور ہی سو وہی ہمارے نزدیک علت اصلی ہی الغرض لفظ
رسول اللہ جو مترادف نبی اللہ یا متضمن معنی نبی اللہ کو ہی جب صغری بنائیے تو بوجہ اجتماع
شرائط ضروریہ جو شکل اول مین ہونی چاہئین یہہ نتیجہ نکلیگا کہ محمد اولے بالمومنین
من انفسہم اور یہہ بات اسبات کو مستلزم ہی کہ وصف ایمانی آپ مین بالذات ہو اور
مومنین مین بالعرض آپ اس امر مین مومنین کے حق مین والد معنوی ہین یعنی اورون
کا ایمان آپکے ایمان سی پیدا ہوا ہی آپ کا ایمان اورون کے ایمان کی اصل ہے
اور ونکا ایمان آپکے ایمان کی نسل اس تقریر پر وجہ عطف مذکور اور استدراک مسطور
خوب واضح ہوگئی اسلیئے اسمضمونکو یہین ختم کرتا ہون اگرچہ خوبی مزید توضیح [illegible] بات کو
مقتضی تھی کہ مثل علم ایمان کا ایک وصف فطری ہونا اور یہہ بات کہ ایمان کمالات علمی مین
سے ہی پر علم پر موقوف اور نبوت کمالات علمی مین سے ہی پر عمل کو مستلزم اور نیز یہہ
امر کہ انبیاء کس بات مین آپ کے ساتھہ علاقہ مولودیہ رکھتے ہین اور امت کس باتمین
اور پھر کیون لفظ مشیر تولد مومنین کو لفظ مشیر تولد انبیا سی مقدم رکھا یہہ باتین بیان
کرتا اور حسب فہم موجہ کر جاتا پر باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کرکے عرض پرداز

ہون کہ اطلاق خاتم اسبات کا مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم
ہوتا ہے جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت مین حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی
طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف مین کسیکی طرف محتاج نہونا
اسمین انبیاء گذشتہ ہون یا کوئی اور اسیطرح اگر فرض کیجے آپکے زمانہ مین بھی اس زمین
مین یا کسی اور زمین مین یا آسمان مین کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت مین آپ
ہی کا محتاج ہوگا اور اسکا سلسلہ نبوت بہرطور آپ پر مختتم ہوگا اور کیون نہو
عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہولیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا
چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو مین نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ
ہی کی نسبت خاص نہوگا بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانہ مین بھی کہین اور کوئی نبی ہو جب بھی
آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اسبات کو مقتضی
ہے کہ اس لفظ مین کچھہ تاویل نکیجے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے اسیطرح اطلاق
لفظ مثلهن جو آیہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَیْنَهُنَّ مین واقع ہے اسبات کو مقتضی ہے کہ سواء تباین ذاتی ارض و سما جو لفظ سموات
اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونو لفظون کا ذکر کرنا اسباب مین بمنزلہ
استثناء ہے اور نیز علاوہ اس تباین کے جسکی وجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات
ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہون یا مفارق بین السماء والارض متصور ہے اور بالالتزام
مستثنے ہے بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اسمین سے
مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے مین مماثلت تو اوسی
حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور جسکا

مشکوۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق مین اسکو روایت کیا ہی اور ترمذی نے
کتاب التفسیر مین سورۂ حدید کی تفسیر مین روایت کیا ہی وہ حدیث یہہ ہو عن ابی ہریرۃ قال بینا نبی اللہ صلعم
جالس و اصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلعم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ و رسولہ اعلم
قال ہذہ العنان ہذہ روایا الارض یسوقہا اللہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم
قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ و موج مکفوف ثم قال ہل تدرون
ما بینکم و بینہا قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال بینکم و بینہا خمسمایۃ عام ثم قال ہل تدرون
ما فوق ذلک قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمسمایۃ سنۃ ثم قال کذلک
حتی عد سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک
قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش و بینہ و بین السماء بعد ما بین السماءین
ثم قال ہل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال انہا الارض ثم قال ہل تدرون
ما تحت ذلک قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال ان تحتہا ارضا اخری بینہما مسیرۃ خمسمایۃ سنۃ
حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمایۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ
لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرأ ہو الاول والآخر والظاہر
والباطن وہو بکل شیء علیم رواہ احمد والترمذی انتہی اس حدیث سی علاوہ اسکی کہ زمین کے نیچے
مین اوپر ہی سات زمینون کا ہونا اور وہ بھی نیچے اوپر ہونا اور ہر ایک زمین سے دوسری
زمین تک ساتون زمینون مین پانچ پانچ سو برسکی راہ کا فاصلہ ہونا بتصریح ثابت ہے
غرض یہہ تین مماثلتین تو اسی حدیث سی بتصریح معلوم ہوگئی جسکے معلوم ہونے سی یہہ خیال
کہ یہہ منتہائی تباین مذکور کے اور سب باتون مین بشہادت اطلاق و عموم کلام ربانی مماثلت
مراد ہی اور بھی قوی ہو گیا اور کیون نہو اول تو مثلہن بہی ایسی کلام اللہ مین جسمین بلفظ

خاتم النبیین جسکی اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آجتک ائمہ دین مین سے
اُنہمین کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا تورات و انجیل یا کسی پنڈت کی
پوتھی مین نہین جو احتمال تحریف و افترا ہو پہر تسپر حدیث مذکور اسقدر مصدق خیال مذکور علاوہ
برین مقابل کعبہ ارض آسمان مین بیت معمور کا ہونا اور پہر باین نظر کہ مقابل کعبہ اوپر کہین تک جاؤ
اور نیچے تحت الثریٰ تک تو کعبہ ہی ہی خیال مماثلت کو اور دوچند مستحکم کر دیتا ہی باینہمہ
اطلاق مماثلت مین مزید رفعت مراتب نبوی صلعم ہے یہانتک کہ اگر اطلاق مذکور کو تسلیم نکیجے تو
رسول اللہ صلعم کی عظمت اور رفعت کے ساتہ خضوعین سبکی کل ایک ہی باقی رہجا ہی اور جو حقیقی
عظمت کم ہو جائے چنانچہ انشاء اللہ قریب ہی یہہ معما حل ہوا چاہتا ہی خیر اصل مطلب یہہ ہے جب یہہ
بات ثابت ہوئی کہ سات آسمان ہین اور وہ بھی اوپر نیچے کیف ما اتفق دائین بائین آگے پیچھے
واقع نہین اور پہر اُنہین پانچ پانچ سو برس کا فاصلہ نکلا اور اسیطرح زمینونکا حال ہوا تو یہہ
بھی یقینی سمجھنا چاہیے کہ جیسے ساتون آسمانون مین آبادی ہی اور پہر اوپر کے آسمان والے
نیچے کے آسمان والون پر حاکم ایسے ہی ساتون زمینین بھی آباد ہونگی اور اوپر کی زمین والے
نیچے کی زمین والون پر حاکم ہونگے دلیل حکومت اہل سموات فوقانی اول تو یہہ حدیث ترمذی کی
ہی قال الترمذی فی ابواب التفسیر فی تفسیر سورۃ سبا حدثنا نصر بن علی الجہضمی ثنا عبد الاعلے
ثنا معمر عن الزہری عن علی بن حسین عن ابن عباسؓ قال بینما رسول اللہ صلعم جالس فی نفر من
اصحابہ اذ رمی بنجم فاستنار فقال رسول اللہ صلعم ما کنتم تقولون لمثل ہذا فی الجاہلیۃ اذا رأیتموہ
قالوا کنا نقول یموت عظیم او یولد عظیم فقال رسول اللہ صلعم فانہ لا یرمی بہ لموت احد ولا
لحیاتہ ولکن ربنا تبارک اسمہ وتعالی اذا قضی امرا سبح حملۃ العرش ثم سبح اہل السماء الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم حتی یبلغ التسبیح اہل ہذہ السماء ثم سأل اہل السماء السادسۃ اہل السماء السابعۃ

اذا قالَ ربّکم قالَ فیخبرونہم ثم یستخبر اہلُ السماءِ حتی یبلغَ الخبرُ اہلَ السماءِ
الدنیا وتختطفُ الشیاطینُ السمعَ فیرمونَ فیقذفونہ الی اولیائہم فما جاؤا بہ علی
وجہہٖ فہو حقٌّ ولکنہم یحرّفونہ ویزیدونَ ہذا حدیثٌ حسنٌ صحیح اس مضمون سے
صاف ظاہر ہے کہ حکم خداوندی ملائکہ کی نسبت جو کچھہ ہوتا ہے وہ اس ترتیب سے نیچے
پونہچتا ہے سو یہہ بات بعینہ ایسی ہے جیسے حکم بادشاہی جو کچھہ ملازمان ماتحت کی نسبت
ہوتا ہے اون سے اوپر کے ملازموں کیواسطے اُن تک پونہچتا ہے چنانچہ سب کو معلوم ہے اور
نیز مقتضای حدیث دیگر بھی یہی ہے جو شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے
تفسیر عزیزی سورہ بقر میں بذیل تفسیر آیہ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ فَسَوّٰہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
روایت کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں وابن المنذر از ابن عباس روایت کردہ است کہ
سَیِّدُ السَّمٰوَاتِ السَّمَاءُ الَّتِی فِیہِ العَرْشُ وَسَیِّدُ الاَرَضِینَ الَّتِی اَنْتُمْ عَلَیْہَا اھ
حدیث سے ایک تو مماثلت زائدہ معلوم ہوئی یعنی جیسے وہاں اوپر کا آسمان افضل ہے
کیونکہ عرش اوسمیں ہے یعنے اُس سے متصل ہے یہاں اوپر کی زمین یعنی یہہ زمین افضل
ہے دوسری بدلالت التزامی یہہ ثابت ہوا کہ اوپر کے آسمان والے نیچے والوں پر
حاکم ہوں کیونکہ افضلیت سموات ظاہر ہے کہ باعتبار افضلیت سکان ہے سو نوع
واحد میں افضلیت اسبات کو مقتضی ہے کہ فرد افضل واکمل موصوف بالذات ہو کیونکہ
موصوف بالذات کی طرف سے تو نوع واحد میں تفاوت افراد ممکن نہیں اسلئے کہ وہ ایک
ہوتا ہے اور جہاں دو نظر آتے ہیں باین نظر کہ نوع واحد میں تعدد ترکیب کو مقتضی ہے تاکہ
اتحاد امر مشترک کیطرف راجع ہو اور تبائن امور متبائنہ کیطرف پھر انجام کار وحدت
لازم آجاتی ہے اسصورتمیں لاجرم یہہ اختلاف وتفاوت معروض اور قابل کیطرف سے

ہوگا کیونکہ حوادث ہین جتنے اختلاف ہین وہ انہین دو کیطرف یا انکی متممات کیطرف جیسی
آلات وشرائط ہین منسوب ہوتی ہین بوجہ تنگی مقام زیادہ شرح سے معذور ہون با انہمہ اہل
فہم کیواسطے یہہ مضامین معروض ہوتی ہین اونکو اتنا بھی کافی ہی الغرض یہہ اختلاف وتفاوت
معروضات کیجانب ہوگا مگر ظاہر ہے کہ اس صورت مین فرد اکمل وہ واسطہ فے العروض ہوگا جو
اپنی معروضات کے حق مین موصوف بالذات ہوتا ہی اگرچہ کسی اور کی نسبت وہ بھی معروض ہو
جیسے آئینہ وقت نور افشانی در و دیوار اگر در و دیوار کی نسبت واسطہ فی العروض اور موصوف
بالذات ہی تو آفتاب کی نسبت خود معروض ہی سو ایسے ہی امور مبحوث عنہا مین سمجھیے دوسرے
بحکم عدل افضلیت بالضرور سیادت کو مقتضے ہی کہ جو افضل ہو وہ باقیون پر حاکم ہو علاوہ برین
حسن انتظام خداوندی جو ہر نوع مین نمایان ہی اسبات کو مقتضی ہی کہ جیسے افراد کا سلسلہ
نوع پر اور انواع کا سلسلہ جنس پر ختم ہوتا ہی اور اسوجہ سے جنس کے احکام و آثار انواع مین اور انواع
کے احکام و آثار افراد مین جاری و ساری ہین یہہ استقلال جو ہر فرد ذوی العقول مین گونہ
نمایان ہی اور اسوجہ سے وہ انتظام جو انکے متحد ہو جانے اور انکے اجتماع پر موقوف
ہی باطل ہو جاتا ہی کسی ایک آدمی سے متعلق کرکے اسکو مستقل اعظم قرار دیا جاے جسکے
سا [illegible] استقلال افرادی والے محتاج نظر آئین سو اسیکا نام حکومت ہی بلکہ وجہ
تکثر افراد بھی غور سے کیجاے تو وہ عروض ہی کیونکہ اگر کلی کو معروضات کے ساتھہ عروض
نہو تو یہہ تعدد افراد ہرگز ظاہر نہو اور اسصورت مین مناسب یون ہی کہ موصوف بالذات معروض
پر بشرطیکہ قابلیت حکومت و محکومیت رکھتی ہون حاکم ہو تاکہ متبوعیت باطنی در صورت متبوعیت
ظاہری منجملہ وضع الشی فی محلہ سمجھی جاے پھر یہہ فوقیت وتحتیت باوجود اتحاد نوعی بحکم
دانا [illegible] حکمت اس بات کو مقتضی ہی کہ جیسے فرد تنزل نوعی اور نوع تنزل جنسی ہوتا ہی

اسیطرح ارواح ملائکہ سافل تنزل ارواح ملائکہ عالی ہون تو بہت مناسب ہی تاکہ ہیئۃ تکثر اور
فوقیت وتحتیت دونون صحیح ہون اسلئے کہ تنزل مرتبہ بھی مثل تکثر بجز عروض ممکن نہین چنانچہ
افراد کی تنزل نوعی ہونے سی اور انواع کے تنزل جنسی ہونیسی یہہ بات ظاہر ہی کہ تنزل و
تکثر متلازم ہین اور عروض پر موقوف اور عروض کا قصہ آپ سُن ہی چکے ہین کہ موصوف
بالذات موصوف بالعرض پر جیسی باعتبار ظہور ونفوذ احکام معنی اثار حاکم ہوتا ہی ایسی ہی
باعتبار حکومت بھی حاکم ہونا چاہیئے اسصورت مین کیفیت حال یہہ ہوگی کہ ارواح سافلہ جو
مرتبہ تکثر مین پیدا ہوئی ہین اور درجہ مین بھی نیچے ہین ارواح صغیرہ وحقیرہ ہون اور ارواح
عالیہ جو درجہ مین عالی اور وحدت اور مبدا کی جانب ہین ارواح عظیمہ وکبیرہ ہون غرض
جب مجموعہ حصص کو لیجئے تو ایک روح اعظم مثل اب النوع ہو اور جدی جدی حصی کر لیجے تو
روح صغیرہ پیدا ہو سو جب مرتبہ صغیر مین روحانیت ہی چنانچہ افراد کے ملاحظہ سی ظاہر ہی
تو مرتبہ عظمت مین روحانیت کیون نہوگی کیونکہ وصف ذاتی حالت اجتماع حصص مین تو اور
بھی زیادہ قوی ہوتا ہی سو یہہ اجتماع حصص اگر ہوتا ہی تو موصوف بالذات ہی مین ہوتا ہی
معروض مین نہین ہوتا کسی صحن مین پورا نور نہین البتہ آفتاب مین سب جتنی فراہم ہین اسلئے مراتب
فوقانی مین ارواح عظیمہ ہونگی اور مراتب تحتانی مین ارواح صغیرہ اور اسر [illegible] ین و
تحتیہ خارجی وظاہری بھی ملحوظ رہنا چاہیئے تاکہ ظاہر و باطن متناسب رہین بالجملہ وحدت اور
تکثر افرادی اور پھر فرق فوق وتحت باعتبار قانون عدل وحکمت اگر درست ہو سکتا ہی تو
یون ہو سکتا ہی جسطرح سی عرض کیا کہ ارواح عالیہ ارواح سافلہ کے لئی موصوف بالذات
ہون اور افضلترین ملائکہ فلک ہفتم کوئی ایک ملک ہو جسکی روح منبع ارواح ملائکہ باقیہ فلک
ہفتم بھی ہو اور منبع روح فرد افضلترین ملائکہ فلک ششم بھی ہو کہ پھر اوسکی روح منبع ارواح

باقیہ فلک ششم اور فرد اکمل ملائکہ فلک پنجم علی ہذا القیاس اور فرد اکمل ملائکہ فلک ہفتم کا ملائکہ
باقیہ فلک ہفتم کے لئے بھی منبع ہونا اور فرد اکمل ملائکہ فلک ششم کے لئے بھی منبع ہونا اور
پھر انکا اوپر ہونا اور فقط تابع ہونا اور اسکا نیچے ہونا اور متبوع و منبع ملائکہ باقیہ فلک ششم
بھی ہونا ایسا ہو جیسے آفتاب کا بنسبت آئینہ واقعہ فے الصحن اور بنسبت دہوپ سقف منبع
ہونا ظاہر ہے کہ دہوپ اوپر ہی مگر چونکہ منبع النور نہین فقط تابع ہی ہی متبوع نہین اور آئینہ
منور باین نظر کہ درو دیوار کے حق مین منبع النور بھی ہو گیا ہی تو انکے حق مین متبوع بھی
ہے مگر یہی صورت اسوقت باہم زمینوں کی بھی ہو گی ساتون کی ساتون آباد بھی ہونگی اور اوپر
کی زمین کی فرد اکمل یعنے محمد رسول اللہ صلعم کی روح پاک جیسے ارواح انبیا و مومنین کے
لئے منبع ہو گی ایسی ہی فرد اکمل زمین ثانی کے لئے بھی منبع ہو گی اور اسکی روح پاک باقی
اس زمین کے سکان کے لئے بھی منبع ہو گی اور فرد اکمل زمین سوم کے لئے بھی منبع ہو گی
علی ہذا القیاس نیچے کی زمین تک خیال کر لو اور اس تقریر سے یہہ ہم بھی مرتفع ہو گیا کہ
یہان کا ہر ہر فرد حاکم و متبوع ہو اور اراضی ماتحت کے افراد متقابلہ و متناظرہ اپنے اپنے
نظائر کے تابع بلکہ فقط فرد اکمل کا متبوع ہونا اور ارض سافل کے فرد اکمل کا اس
ہم زمین
اول تابع ہونا اور اوس کے سبب افراد باقیہ کا تابع ہونا سمجہا جاتا
ہے مثال مطلوب ہے تو اول آفتاب اور آئینہ کے حال پر غور کیجئے اوپر کی دہوپ مین
ان دہوپون کی اصل نہین جو آئینہ صحن سے پیدا ہوئی ہین دوسری دیکہئے لاٹ تو لفٹنٹ پر
مثلا حاکم پر اوسکی اردلی کے لوگ اسکی اردلی کے حاکم نہین البتہ لاٹ بواسطہ لفٹنٹ اونپر
بھی حاکم ہی جیسے آفتاب بواسطہ آئینہ نیچے کی دہوپون کا بھی مخدوم تہا اس تقدیر پر نیچے
کی زمین سے سلسلہ نبوت شروع ہو گا اور رسول اللہ صلعم کے اوپر وہ سلسلہ ختم ہو گا

جیسی یہانکی نبوت کا سلسلہ بھی آپ ہی پر اختتام پاتا ہی اتنا فرق ہی کہ یہان انبیاء باقیہ
مین باہم نسبت حکومت ومحکومی محض باشارہ عقلی نہین نکال سکتی اور نیچی کی زمین سے جو
سلسلہ شروع ہوا ہی اوسمین باشارہ عقلی ہم کہہ سکتی ہین کہ دوسری زمین والی تیسری
زمین والونپر حاکم ہین اور تیسری زمین والے چوتھی زمین والونپر علے ہذاالقیاس سواس فرق
کی تصحیح اگر مثال سی منظور ہی تو سنئی کہ بادشاہ کو لاٹ پر اور لاٹ کو لفٹنٹ پر حاکم تو فقط
اتنی ہی بات کے بہروسی کہہ سکتی ہین کہ ہمکو ان مراتب کا باہم فوق وتحت ہونا معلوم ہے
پر لاٹ یا لفٹنٹ کے محکمہ اور عملہ مین یہہ حکم برابر جاری نہین کر سکتے غرض ایک سلسلہ
نبوت تو فوق وتحت مین واقع ہی اور باعتبار فرق مراتب مکانی اوسکے فرق مراتب کیطرف
اشارہ کیا گیا ہی اور ایک سلسلہ نبوت ماضی ومستقبل مین واقع ہی اور باعتبار فرق مراتب
زمانی اوسکی فرق مراتب کیطرف اطلاع کی گئی شرح اسکی یہہ ہے کہ اہل فہم پر روشن ہی کہ
زمانہ ایک حرکت ارادۂ خداوندی ہی اور یہی وجہ ہی کہ محققین صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ
تجدد امثال کے قائل ہوئی کیونکہ حرکت مین مقولہ حرکت کا ایک فرد ہر آن مین جدا متحرک
کو عارض ہوتا ہی والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور یہی وجہ ہی کہ زمانہ مقدار حرکت ہی کیونکہ
مقدار ہونے کے لئی تماثل اور تجانس ضرور ہی خط کے لئی مقدار خط ہی ہوسکتی اور
سطح کے لئی مقدار سطح اور جسم کے لئی مقدار جسم یعنے وہ چیز جس سی کمی بیشی مساوات
معلوم ہو وہ ہم جنس ہی ہوتی ہی یہی وجہ ہی کہ خط کو سطح سی نہین ناپ سکتی اور اگر ناپ
بھی لیتے ہین تو اوسکی ایک بعد سی جو از قسم خط ہی ہوتا ہی علے ہذاالقیاس اگر جسم کو
سطح یا خط سی ناپین تو اوسکو بھی ایسا ہی سمجھو بہرحال زمانہ ایک امتداد حرکت ارادہ
خداوندی ہی اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو انشاءاللہ اس بحث کو وانکشاف کر دکھاتا پر

کیا کچھہ ذکر استطرادی تو ضرورت ہی نہ تہا ہی زیادہ نازیبا ہی تسپر اہل فہم سی یہہ امید ہی
کہ فقط اشارہ بہی انکو کافی ہو مگر درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جاوی تو اوسکے لیئے
کوئی مقصود بہی ہوگا جسکے آنے پر حرکت منتہی ہوجای سو حرکت سلسلہ نبوت کے لیئے
نقطہ ذات محمدی صلعم منتہی ہے اور یہہ نقطہ اس ساق زمانی اور اُس ساق مکانی کے لیئ
ایسا ہی جیسے نقطہ راس زاویہ تاکہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہہ معلوم ہو کہ آپکی نبوت کون
ومکان و زمین و زمان کو شامل ہے رہا یہہ شبہہ کہ زمانہ تو ہنوز ختم نبوت بہی باقی ہے اگر
حقیقت زمانہ حرکت مذکورہ ہی تو لازم آتا ہی کہ مقصود تک ابہی نہین پہنچی اور رسول اللہ صلعم
افضل البشر نہون کیونکہ مقصود و مطلوب نہین جو منتہاء حرکت مذکورہ ہوگا وہی افضل ہوگا
سو یہہ شبہہ قابل اسکے نہین کہ اہل فہم کو موجب تردد ہو مگر باینہمہ دفع خلجان کے لیئ یہہ
معروض ہی کہ ہر حادث زمانی کے لیئ ایک عمر ہی کہ جسکی وجہ سی محققان صوفیہ کرام ہر حادث
مین قائل تجدد امثال ہوئی کیونکہ زمانہ ایک حرکت ہی چنانچہ اُسکا متجدد و غیر قار الذات ہونا
بہی اسکی مؤید ہی اس صورت مین مسافات متعدد ہونگی اور حرکات متعددہ منجملہ حرکت سلسلہ
نبوت بہی تہی سو بوجہہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلعم وہ حرکت مبدل بسکون ہوگئی
البتہ اور زمین ابہی باقی ہین اور زمانہ آخر مین آپکے ظہور کی ایک یہہ بہی وجہ ہے
غرض باعتبار زمانہ اگر شرف ہی تو مستقبل مین ہی کہ وہ طرف مقصود ہی نہ یہہ کہ زمانہ
مستقبل فی حد ذاتہ اشرف ہی اور باعتبار مکان جانب فوقانی تاکہ فوقیت مع جلالت
اکبر ہی باقی یہہ فرق کہ بنی آدم کافر بہی ہوتے ہین اور ملائکہ کافر نہین ہوتے یا ملائکہ
تعداد مین زیادہ ہین اور بنی آدم کم سو اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ فرق اطلاق مماثلت مین
مؤثر نہین یہہ جو راقم سطور نے عرض کیا تہا کہ وہ تباین جو مقتضاء اختلاف ماہیت

ہر چند وسما اور لوازم ماہیت ارض وسما یا مناسبات ماہیت ارض وسما یکسان ہوں ملحوظ رکھکے پہر
تماثل دیکہنا چاہیے سو جیسے عظمت سماوات اور صغر یا ضیق تشخصات و تعینات ارض وسما مین
داخل ہے اور یہہ اختلاف اُس اختلاف مفہوم ہی مین آگیا ایسے ہی بوجہ تناسب اختلاف
مقادیر سکان بہی ضرور ہی بلکہ اس صورت مین اگر یہانکے سکان کو وہانکے سکان کے ساتہہ ہی
نسبت ہو جو یہانکی مقدار کو وہانکی مقدار کے ساتہہ ہے زمین کو اپنے مقابل کے ساتہہ
تو عجب نہین اور اس صورت مین ممکن ہی کہ ساتوین زمین مین بالشتیے ہون اور وہ زمین انمین
سے ایسی چہوٹی ہو جیسی ساتوین آسمان سے یہہ آسمان چہوٹا ہی اور اگر سمٰوٰت سب برابر ہین تو زمینین
بہی سب برابر ہون رہا فرق اسلام وکفر بنا بر اس فرق کی اختلاف لوازم ذاتی اور اختلاف
مناسبات ذاتی پر ہی پر علم تناسب نہایت درجہ کا علم غامض ہی علم کامل تناسب تو خدا
ہی کو ہی سوا اوسکی انبیاء اور صدیقین کو جو حکماء بنی آدم اور مصداق ومن یؤت الحکمۃ
فقد اوتی خیرا کثیرا ہوتے ہین کچہہ ہو تو ہو دیکہیے موافق آیۂ اعطی کل شیء خلقہ اور نیز
بمقتضاء اسم حکیم وعدل فخیم جسکا ہونا خدا کی ذات پاک مین مثل توحید یقینی ہی یہہ ضرور ہی
کہ گیہون کو اسکی مناسب برگ وبار اور جو کو اسکی مناسب انگور کو اسکی مناسب اور کہجور
کو اوسکے مناسب روح انسانی کو اوسکے مناسب بدن اور روح حماری کو [illegible] جسم
لیکن قبل مشاہدہ علیات ہر نوع ایسا کوئی عاقل سمجہہ مین نہین آتا کہ یہہ بتلا دے کہ گیہون کے ایسے
شاخ وبرگ وبار ہونگے اور جو کے ایسے اور انسان کا ایسا بدن ہوگا اور حمار کا ایسا
غرض تناسب ومناسبت یقینی پر وجہ مناسبت وتناسب معلوم نہین علم الیقین عین الیقین
جب بنے کہ ہم اندہوں کو وہ دیدۂ بصیرت عنایت ہو جس سے یہہ فرق ایسا نمایاں ہو جاوے جیسے اندہوں کو
بینا ہو جانے کے بعد یہہ بات معلوم ہو جاتی ہی کہ لال رنگ ایسی ہی سبز گوشہ اور سبز رنگ ایسا ہی لال

گوٹ پہنچتی ہی جو لاسکی اور گوٹ زیبا نہو گی بالجملہ جس چیز کو خدا نے کسی چیز کے ساتھہ جوڑ دیا ہی
یا مقابل میں رکہا خالی کسی تناسب سے نہین جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنئے کہ تشبیہ نسبت
بنسبت جب ہی معلوم ہو سکتی ہی جب دو چیزون کا پہلے تناسب جدا معلوم ہو اور دو چیزونکا
جدا مثلا دو کو چار کے ساتھہ وہ نسبت ہی جو ہزار کو دو ہزار کے ساتھہ ظاہر ہی کہ اس تشابہ
نسبت کا یقین بطور عین الیقین یا حق الیقین جب ہی متصور ہی کہ دو اور چار کا تناسب بھی معلوم ہو
اور ہزار دو ہزار کا تناسب بھی معلوم ہو الغرض تشبیہ نسبت بہ نسبت وحد نوع نسبت کو مقتضی ہی اور علم تشبیہ کو علم نوع مذکور
کو اور ظاہر ہی کہ وہ مماثلت جو لفظ مثلہن سے بین السموات والارضین مفہوم ہی تشبیہ نسبت ہی
جسکو تشبیہ مرکب کہئیے تشبیہ مفرد بمفرد نہین ورنہ زمین کو آسمان سے کیا مناسبت اور کیا مشابہت
اور اگر ہو بھی کوئی مناسبت اور ظاہر ہی کہ کوئی نہین تو ہمین کیا آیۃ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ مین بالیقین تشبیہ نسبت ہی اسلئے کہ کم سے کم اگر نفس عدد مین مماثلت ہو گی تب
یہہ معنی ہونگے کہ اس مجموعہ کے اجزا کو باعتبار کم منفصل اس مجموعہ سے وہ نسبت ہی جو اس
مجموعہ کے اجزا کو اس مجموعہ کے اجزا سے اور اہل فہم جانتے ہین کہ یہہ تاویل نہین کہ دہینگا
دہینگی تشبیہ مفرد کو مرکب بنا لینا ہے بلکہ یون کہئیے کہ بتاویل مفرد بنا لیتے ہین وجہ اسکی یہہ
ہی کہ بتاویل مفرد ہو سکتا ہی پر مفرد مین تاویل جملہ ممکن نہین سو کیون نہین وجہ اسکی یہی
ہی کہ کثیر حقیقی کو تو بوسیلہ ہئیت اجتماعی واحد بنا سکتے ہین پر واحد حقیقی کو کسیطرح کثیر حقیقی
نہین بنا سکتے سو یہان دیکہہ لیجئے کہ کیا ہی واحد حقیقی ہی یا کثیر حقیقی نہ عدد مین وحدت ہو
نہ معدود مین اور باعتبار ہئیت اجتماعی وحدت ہو بھی تو وہ مقصود بالذات بالارادۃ
نہین البتہ عنوان مشبہ بہ اور عنوان مشبہ کہئیے ورنہ اول تو مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ بعد ما سبع
اگر مضمر فرماتے جسمین لفظ کم حرجاتی معنی واضح ہو جاتے کنایہ سے بہر حال حمرا مین زیادہ وضاحت

ہوتی ہی باقی اِس لفظ مین کوئی وجہ خوبی نہ رہا وہ ہیچ مبالغہ فی حد ذاتہا ہیچ مقصود نہیں چہ یون
ہی کہتے ہی کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح سواء مماثلت فی الصفت کہوتو کلام از قبیل المعنی فی بطن الشاعر
ہوجا ہو ذات و صفات کی بحث نہیں کہ الفاظ مستعملہ بیچ ہی سوا اِس لفظ کے ادا و معنی
مقصود مین کام نہ ہی ہان اگر مساوات فی المقادیر ہوتی تو البتہ یہہ محل اِس لفظ کے لئے بہت
عمدہ تہا دوسری یہہ تشبیہ نسبت اور علاوہ تشبیہ کے اور مناسبتین اور مماثلتین جو مذکور ہو چکین اِسطرحسی
ہرگز برابر راست نہ آتین بالجملہ یہان تشبیہ نسبت مقصود بالذات ہی اور ظاہر ہی کہ تشبیہ نسبت
مین مشابہت اور مناسبت طرفین علاوہ نسبت مذکورہ ہرگز ضرور نہیں بلکہ ممکن ہی کہ غایت درجہ
کا بون بعید ہو یہی وجہ ہی کہ خدا تعالی اپنی اُن نسبتونکو جو مخلوق کے ساتھہ حاصل ہین اُن
نسبتونکے ساتھہ تشبیہ دیتا ہی جو مخلوق کو مخلوق کے ساتھہ ہوتی ہی مثلا فرماتے ہین
ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ
كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ یا فرماتے ہین اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا
مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ
لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ علی ہذا القیاس اور
بہت جا تشبیہ نسبت مراد ہی تشبیہ مفرد نہیں اور اِسصورتمین ہرگز کسیطرحکا تجوز یعنی کسی
طرحکی تاویل بلکہ جیسی دو روپیونکو چار روپیونکے ساتھہ وہ نسبت ہی جو دو پہاڑونکو
چار پہاڑونکے ساتھہ یا ہزار جوتونکو دو ہزار جوتونکے ساتھہ یا لوکارثم کے سلسلہ کو
اپنی متقابل کے سلسلہ کے ساتھہ یا مجذورات اعداد مرتبہ من الواحد الی غیر النہایۃ کو
اعداد مرتبہ کے ساتھہ اور اِس تشبیہ مین باوجودیکہ طرفین نسبتین مین کچھہ مناسبت
ہی نہیں ہرگز کچھہ مجاز نہیں بلکہ تشبیہ اپنی معنے حقیقی پر ہی ایسی ہی طرح آیۃ اللہ الذی

مین خیال گذرے تو سمجھ نہین سکتا ہے کہ ترکیبات روحانی اور جسمانی بنی آدم اور
حیوانات ارضی وغیرہ کو ترکیبات روحانی وجسمانی ملائکہ افلاک کے ساتھہ ہی نسبت
ہو جو زمین کو فلک کے ساتھہ اور یہہ فرق کفر و اسلام نیرنگی تراکیب مختلفہ سے پیدا ہوا
ہو توضیح کی ضرورت ہے تو دیکھیے جیسے اجسام بنی آدم مین ترکیب عناصر ہے اور اسی ترکیب
کو بوجہ مشاہدہ رطوبت و یبوست حرارت برودت خواص اربعہ عناصر اربعہ دریافت کیا ہے
کیونکہ خاصہ کا وجود اپنے ملزوم اور مخصوص کے وجود پر دلالت کرتا ہے ایسے ہی بوسیلہ خواص
اربعہ یون سمجھہ مین آتا ہے کہ ارواح بنی آدم مین بھی چار عنصر سے ترکیب ہوئی ہے وہ خواص
اربعہ کیا ہین ایک تو مضمون استکبار تھوڑا بہت سب مین مشہود ہے دوسرا مضمون خواہش
تیسرا مضمون تاثر اور انفعال بھی قلیل کثیر سب مین ہے چوتھے استقلال علی ہذا القیاس
غصہ اور سبک حرکتی اور نرمی اور کسل بھی سب مین نظر آتی ہے علی ہذا القیاس مضمون
عصیان وانقیاد و نسیان وخطا بھی سب مین موجود ہے یہہ بارہ چیزین جو مذکور ہوئین انمین
جن چار کو تو آتش و باد و آب و خاک کے ساتھہ ایک مناسبت ہے اہل فہم خود سمجھہ لین گے
باانیہمہ جیسے اختلاف مقادیر عناصر سے فرق حرارت و برودت و رطوبت و یبوست امزجہ بنی
آدم پیدا ہوتا ہے ایسے ہی فرق مقادیر ملزومات خواص مذکورہ سے امزجہ روحانی مین عجیب
عجیب ترکیبین ظاہر ہوتی ہین جنمین سے ایک مزاج کفر یا اسلام بھی ہے مگر باوجود مناسبت
مذکورہ جو عناصر جسمانی اور عناصر روحانی مین مذکور ہوئی تراکیب روحانی مین تو کفر و اسلام
حاصل ہوتا ہے پر تراکیب جسمانی مین حاصل نہین ہوتا سو اسیطرح اگر تناسب مین الملائکہ و
بنی آدم ملحوظ رہے اور یہان فرق کفر و اسلام نمایان ہو وہان نہو تو کونسی ایسی محال یا
دشوار بات ہے جسکی وجہ سے اطلاق مماثلت سماوات و ارضین مین متامل ہو جیسے بالجملہ مماثلت مین اسما

والارض بجمیع الوجوہ ہو اور ہمہ فرق ما فوجہ ملائکہ رحمت و ملائکہ عذاب و ملائکہ جنت و ملائکہ
دوزخ و ملائکہ متعینہ نفخ ارواح و ملائکہ متعینہ قبض ارواح اسی تناسب کی تصحیح کے لئے
کافی ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال جب ان اوہام کی مدافعت سے فراغت پائی تو مناسب یون
ہے کہ پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کیجئے ناظران اوراق جب یہہ بات سمجھہ گئے ہین کہ
تشبیہ متضمن آیہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ تشبیہ نسبت ہی تشبیہ مقدار
نہین جو تساوی مقادیر اجرام و ابعاد لازم آئی تو یہہ بات بھی سمجھہ مین آگئی ہوگی کہ
اگر بطور تشبیہ یون کہا جاوی کہ فرد اکمل فلک ہفتم کو افراد باقیہ فلک مذکور کے ساتھہ وہ
نسبت ہی جو فرد اکمل فلک ششم کو اسکے افراد باقیہ کے ساتھہ یا فرد اکمل زمین ہذا
یعنی خاتم النبیین صلعم کو فرد اکمل زمین دوم سے اسیطرح تشبیہ دین اور مراد یہہ ہو کہ آپکو
حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھہ
مثلا وہ نسبت ہی جو فرد اکمل زمین دوم کو حضرت آدم وغیرہم علیہم السلام کے مقابل کے
افراد زمین دوم کے ساتھہ اور اسیطرح اور افلاک اور اراضی باقیہ مین سمجھہ لو تو محبان
نبوی صلعم جو فہم خداداد بھی رکھتے ہین متامل تو کیا ہونگے بر رضا و رغبت اسمضمون کو قبول
کرینگے کیونکہ قطع نظر اعتبار حسن انتظام خداوندی اور دلالت آیۃ اللّٰہ الذی خلق سبع
سموات الخ اسصورت مین عظمت شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسقدر ہی اگر ہفت زمین کو بطور
مذکور بترتیب فوق و تحت نمانئے تو پھر عظمت شان محمدی نسبت اسقدر عظمت کے جو در صورت
تسلیم اراضی ہفت گانہ بطور مذکور مسلم آتی تھی چہہ گنی کم ہو جاویگی ظاہر ہی کہ بادشاہ
ہفت اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط اسی اقلیم کا بادشاہ سمجھی جسمین وہ رونق افروز ہی
تو یون کہو اسکی عظمت مثلا کے چہہ حصے گھٹا دی غرض ایک ہی پر قناعت کی غرض خاتم ہو

ایک امر اضافی ہو جسکے مضاف الیہ متعدد نہین ہو سکتا سو جسقدر اسکو مضاف الیہ ہونگے
اوسیقدر خاتمیت کو افزایش ہوگی جیسے بادشاہت ایک امر اضافی ہی محکومون اور رعیت
کی افزایش پر اوسکی ترقی اور عظمت موقوف ہی مگر ان کم بختون نے آجکل کی نوابونکو دیکھکر دہوکا
کہایا اور کہدیا کہ جیسے آجکل کے نواب بے ملک نواب ہین ایسی ہی آنحضرت صلعم کی خاتمیت
اور انبیاء کی محتاج نہین جو اوسکی ترقی اور افزایش کے لئے نبیونکی تکثر کی ضرورت ہو بالجملہ
کوئی نادان یا کوئی منافق ایسی باتونکی تسلیم مین متامل ہو تو ہو اہل فہم اور اہل محبت کو
تو تامل نہین ہو سکتا ہان بوجہ عدم ثبوت قطعی نہ کسیکو تکلیف عقیدہ دیسکتے ہین نہ کسیکو
بوجہ انکار کافر کہہ سکتے ہین کیونکہ اس قسم کے استنباطات حق مین مفید یقین نہین ہو سکتے احتمال خطا
باقی رہتا ہی البتہ تصریحات قطعی الثبوت ہون تو پہر تکلیف مذکور اور تکفیر مسطور دونو بجا سو یہان
ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہین پونہچی یعنی نہ کلام اللہ مین ایسی تصریح ہی نہ کسی حدیث
متواتر مین البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے ایک اثر منقول ہی جو درجہ تواتر تک نہین
پونہچا نہ اوسکی مضمون پر اجماع منعقد ہوا اسلئے تکلیف اعتقاد اور تکفیر منکران تو مناسب
نہین پر ایسی آثار کا انکار خصوصا جبکہ اشارت کلام ربانی بہی اوسیطرف ہو خالی از ابتداع
سے نہین ایسی باتونکا منکر پورا اہل سنت وجماعت تو نہین کیونکہ ائمہ حدیث نے اسکی
تصحیح کی ہی اور جنہون نے اسکو شاذ کہا ہی جیسے امام بیہقی تو اونہون نے صحیح کہکر شاذ کہا ہی اور
اسطرح کے شاذ کہنا مطاعن حدیث مین سے نہین سمجہا جاتا کما قال السید الشریف فی رسالتہ
فی اصول الحدیث قال الشافعی الشاذ ما رواہ الثقۃ مخالفا لما رواہ الناس قال ابن
الصلاح فیہ تفصیل فما خالف مفردہ احفظ منہ واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف وہو
عدل ضابط فصحیح وان رواہ غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجۃ الضابط فحسن وان بعد فمنکر

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ شاذ کے دو معنی ہیں ایک تو یہہ کہ روایت ثقہ مخالف روایت
ثقات ہو دوسری یہہ کہ اُسکا راوی فقط ایک ہی ثقہ ہو سو بایں معنی اخیر منجملہ اقسام صحیح
ہو نہ ضد صحیح چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں قال الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی
فی رسالۃ اصول الحدیث التی طبعہا مولانا احمد علی نے اول المشکوۃ المطبوعۃ بعض
الناس یُفَسِّرُونَ الشاذ بمفرد الراوی من غیر اعتبار مخالفۃ الثقات کما سَبَقَ و یقولون
صحیح شاذ و صحیح غیر شاذ فالشذوذ بہذا المعنی ایضاً لا ینافی الصحۃ کالغرابۃ والذی یُذکر
فے مقام الطعن ہو مخالف الثقات انتہی یہہ عبارت بعینہ وہی کہتی ہے جو مین نے عرض کیا
سو لفظ شاذ سے کوئی صاحب دہوکا نکہائین اور یہہ نہ سمجہین کہ جب اثر مذکور شاذ ہوا تو
صحیح کیونکر ہوسکتا ہے وہ شذوذ جو قادح صحت ہے بمعنی مخالفت ثقات ہے چنانچہ سید شریف
ہی رسالہ مذکور مین تعریف صحیح مین یہہ فرماتے ہین ہُوَ ما اتصل سندہ بنقل العدل الضابط
عن مثلہ و سلم عن شذوذ و علۃ و نعنی بالمتصل ما لم یکن مقطوعاً بای وجہ کان و
بالعدل من لم یکن مستور العدالۃ ولا مجروحاً و بالضابط من یکون حافظاً متیقظاً و
بالشذوذ ما یرویہ الثقۃ مخالفاً لما یرویہ الناس و بالعلۃ ما فیہ اسباب خفیۃ غامضۃ
قادحۃ اس تقریر سے اہل علم پر روشن ہوگیا ہوگا کہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات مراد
نہین کیونکہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات صحت کے لئے مضاد ہے جو حدیث بایں معنی شاذ
ہے وہ صحیح نہین ہوسکتی بایں ہمہ مخالفت و عدم مخالفت کا عقدہ بہی تقریر گذشتہ سے
کہل گیا اگر اثر حضرت عبداللہ بن عباس مخالف تہا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف
تہا یا اُن احادیث کے معارض تہا جو مبین و مفسر معنی خاتم النبیین ہین سو بعد
مطالعہ تقریر گذشتہ اہل فہم کو تو انشاءاللہ کچہہ تردد نہ رہیگا کہ اثر مذکور مؤید مع

مثبت معنی خاتم النبیین ہی نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوت خاتمیت
مین بہت قادح ہی اور کیون نہو درصورت انکار اثر مبطل خاتمیت کے سات حصون
مین سے ایک ہی حصہ باقی رہجاتا ہی اسصورت مین مدعیان محبت نبوی سے ہمکو یہہ توقع ہی کہ
جیسا اِس اثر کا انکار کرتے تھے اب اُتنا ہی اقرار کرین بلکہ اُس سے بھی بڑہکر انکار مین تو
تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار مین تو کچھہ اندیشہ ہی نہین بلکہ سات
زمینونکی جگہہ اگر لاکھہ دو لاکھہ اوپر نیچے اِسیطرح اور زمینین تسلیم کرلین تو مین ذمہ
کش ہون کہ انکار سے زیادہ اِس اقرار مین کچھہ دقت نہوگی نہ کسی آیہ کا تعارض نہ کسی
حدیث سے معارضہ رہا اثر معلوم اُسمین سات سے زیادہ کی نفی نہین سو جب انکار اثر
مذکور مین باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہہ جرأت ہی تو اقرار ارضی زائدہ از سبع مین تو
کچھہ ڈر ہی نہین علاوہ برین بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور مین قدر نبوی صلعم
مین کچھہ افزایش نہین ظاہر ہی کہ اگر ایک شہر آباد ہوا اور اُسکا ایک شخص حاکم ہو یا سب
مین افضل تو بعد اسکے کہ اُس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جاوی اور اسمین
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب مین افضل تو اِس شہر کی آبادی اور اوسکی حاکم کی
حکومت یا اوسکے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت
مین کچھہ کمی نہ آجائیگی اور اگر درصورت تسلیم اور چھہ زمینونکے وہانکے آدم و نوح
وغیرہم علیہم السلام یہانکے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق مین ہون
تو باوجود مماثلت کلی بھی آپکی خاتمیت زمانی سے انکار نہو سکیگا جو وہانکے
محمد صلعم کے مساوات مین کچھہ حجت کیجیے ہان اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی
بوصف نبوت لیجیے جیسا اِس ہیچمدان نے عرض کیا ہی تو پہر سوا رسول اللہ صلعم

اور کسیکو افراد مقصودہ بالخلق مین سے مماثل نبوی صلعم نہین کہہ سکتے بلکہ اس صورت مین
فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی
افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
بھی خاتمیت محمدی مین کچھہ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپکے معاصر کسی اور زمین مین یا فرض
کیجئے اسی زمین مین کوئی اور نبی تجویز کیا جاے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت
ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہین جو یون کہا جاے کہ یہہ اثر شاذ بمعنی مخالف
روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ حسب مزعوم منکران اثر اس اثر
مین کوئی علت غامضہ بھی نہین جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی رح
کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اسمین کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ
مخل الصحۃ نہین دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب
بھی تھی اگر اور کوئی آیۃ یا حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینونکا ہونا یا انبیا کا
کم و بیش ہونا یا نہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہہ ہے مگر آجتک نہ کسی نے ایسی
آیۃ و حدیث سنی نہ مدعیون نے پیش کی علی ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال
فرمائیے آجتک سواء مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش
نہین کی اور فقط احتمال بیدلیل اسباب مین کافی نہین ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثین بھی اس
حساب سے شاذ و معلل ہو جائینگی اور نیز یہہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ یہہ تاویل کہ یہہ اثر اسرائیلیات سے
ماخوذ ہے یا انبیاء اراضی ماتحت کے مبلغان احکام مراد ہین ہرگز قابل التفات نہین وجہ اسکی
یہہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی جب مخالفت ہی نہین تو
ایسی تاویلین کیون کیجئے جنکو مدلول معنی مطابقی سے کچھہ علاقہ ہی نہین باقی رہی یہہ بات کہ

بڑونکی تاویل کو نمانتی تو اُنکی تحقیر نعوذ باللہ لازم آتی یہہ نہین لوگونکے خیال مین آسکتی
ہی جو بڑونکی بات فقط ازراہ بے ادبی نہین مانا کرتے ایسے لوگ اگر ایسا سمجہین تو بجا ہی
المرء یقیس علی نفسہٖ اپنا یہہ وتیرہ نہین نقصان شان اور چیز ہی اور خطاء و نسیان اور چیز
اگر بوجہ کم التفاتی بڑونکا فہم کسی مضمون تک نہ پونہچا تو اُنکی شان مین کیا نقصان آگیا
اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹہکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا
گاہ باشد کہ کودکِ نادان * بغلط برہدف زند تیری * ہان بعد وضوح حق اگر فقط
اِس وجہ سے کہ یہہ بات مین نے کہی اور وہ اگلی کہہ گئی تھی میری مانین اور وہ پرانی بات کا ئم
جائین تو قطع نظر اسکی کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ بات بہت بعید ہی ویسی بھی
اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہی پہر باایہمہ یہہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہی مگر بالمعنی
مرفوع ہی اسلئے کہ صحابی کا بطور جزم اُن امور کا بیان کرنا جنمین عقل کو دخل نہو اہل حدیث
کے نزدیک مرفوع ہوتا ہی وجہ اُسکی یہہ ہی کہ صحابہ سب کے سب عدول اور پہر عدول
بھی اول درجہ کے تقوی مین ایسے تہے کہ اور کسی سے اُنکی ریس نہین ہوسکتی پہر یہہ کب
ہوسکتا ہی کہ عمداً جہوٹ بولین اور وہ بھی دین کے مقدمہ مین ہان بطور احتمال جیسا
استنباط مین ہوا کرتا ہی ایسی باتونمین جنمین عقل کو مداخلت ہی دخل دیدینا اُنسے ممکن
ہی بلکہ واقع اور اُنسے کیا تمام اکابر سے یہہ بات منقول ہی مگر اثر مذکور کا بطور جزم ہونا
اور مضمون مذکور کا عقلیات مین سے نہونا ظاہر و باہر ہی سوجب اثر مذکور مرفوع ہوا
اور سند اوسکی صحیح آیۃ مذکور اوسکی مؤید محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف مائل
حسن انتظام جو ہر نوع مین مشہور ہی اوسپر شاہد عظمت قدرت اوسپر دال تسپر بھی انکار کیا
جاے تو بجز اسکی کیا کہا جاے کہ امثال روافض و خوارج و اہل اعتزال ایسی باتین

کیا کرتے ہین ان فرقون نے بھی بوجہ قصور فہم آیات دالہ رؤیت و تقدیر و خلق افعال مین
تاویلین کہین اور احادیث مصرحہ مضامین مذکورہ کو تسلیم نکیا بلکہ تکذیب سے پیش آئے سو
جیسے آیات مذکورہ کی تاویلون اور احادیث مذکورہ کی تکذیبون کے باعث اہل حق
نے اونکو دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا ایسے ہی منکر اثر مذکور کو بھی سمجھنا چاہیئے
اتنا فرق ہے کہ احادیث رؤیت و غیرہ اثر مذکور سے صحت مین اقوی تھین اور آیات مذکورہ
دلالۃ مذکورہ مین آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات سے جو اطلاق مماثلت پر دلالت کرتی ہے
زیادہ ہے اسلئے وہ بڑی بدعتی ہونگے یہہ چہوٹے مگر ہرچہ باد ا باد سنی ہونا دونونکا معلوم
خاصکر جب یہہ دیکھا جائے کہ اگر آیات رؤیت کی دلالت آیہ اللہ الذی کی دلالت سے
زیادہ واضح اور احادیث رؤیت و غیرہ کی صحت اثر مذکور کی صحت سے زیادہ قوی تو کیا ہوا
جیسے یہہ فرق اسطرف سے ہی مزاحمت خیالات عقلی مین قصہ اولٰہی یعنی رویت وغیرہ کے
تسلیم کرنے سے بظاہر قوی قوی دلائل مانع ہین اور ہر زمین مین آدم نوح وغیرہم
علیہم السلام کے تسلیم کرنے سے کوئی دلیل مانع نہین باقی خیالات اہل ہیئت اگر مزاحم
تصدیق اصل اراضی ہفت گانہ ہی چہ جائیکہ وجود انبیاء مذکورین تو اول تو اسباب مین
تنہا اثر مذکور ہی نہین بلکہ آیۃ مذکورہ اسباب مین قریب نص کے ہے دوسری وہ حدیث جو بروایت
ابیہریرہؓ و حوالہ مشکوۃ بلفظہ اوپر منقول ہوچکی اوسکی معاضد اور ہر خیالات اہل ہیئت
ظنی خود اہل ہیئت اوسکے ظنی ہونے کے قائل اور اونکی دلائل کا آنی ہونا ظاہر سو اگر
کسی وہمی کو یہہ وہم دامنگیر بھی ہو کہ اسصورت مین افلاک باہم متصل نرہینگے مرکز زمین مرکز
عالم پر منطبق نرہیگا تو اوسکو اتنا کہدینا چاہیئے کہ خیالات جو ہزار طرح سے صحیح ہوسکتے بلکہ نہین
احتمالات پر جو مذکور ہوئی موقوف نہون معارض قول مخبر صادق نہین ہوسکتی اگر اطمینان

منظور ہی تو دیکھیہ بطلیموسی کیا کہتی ہین اور فیثاغورسی کیا یونانی کیا بکتے ہین اور انگریز
کیا باایں ہمہ حساب طلوع و غروب و خسوف و کسوف و صیف و شتا وغیرہ سب برابر صحیح
جب باہم اہل ہئیت ہی مین یہہ اختلاف ہی اور مقصد برابر حاصل تو پہر ان خیالات کے
بہروسی انکار اقوال مخبر صادق کرنا نہایت نازیبا ہی اہل ہئیت مجسمہ جو شمس و قمر وغیرہ کو
متحرک مانتے ہین اور زمین کو ساکن اخر بضرورت تصحیح حساب حرکات اکثر افلاک مین خارج
المرکز مانتی ہین اور جو برعکس کہتے ہین وہ زمین کے مدار کو بیضوی کہتے ہین سو اگر بتمام
شارع مخبر صادق زمین کو خارج المرکز کہلیا تو کیا گناہ ہی بلکہ اسطرف خارج المرکز نمائی
اور اسطرف خروج مرکز مان لیجئے تو بعد ضم بعض مقدمات جب بھی تصحیح حساب مذکور ممکن ہی
اتنا فرق ہی کہ کسی نے یون ہی اٹکل کے تیر مار ہی کسی نے دیکھنے والون کی زبانی کہا خیر
یہہ بات دور جا پڑی اثر مذکور کے الفاظ اسکے قریب قریب ہین فی کل ارض آدم کآدمکم
ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم جملہ اخیرہ
سی صاف روشن ہی کہ تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین تشبیہ فی المرتبہ مراد ہی سو آدم کآدمکم الخ
نام لیکر تشبیہ دینی ایسی ہی جیسی غزلی مین کہا کرتے ہین لکل فرعون موسی یا اُردو مین
کہتے ہین فلانے کا باوا آدم ہی نرالا ہی غرض جیسی یہان نام مذکور ہی اور غرض مرتبہ و
مقام سمجھی ہی ایسی ہی اثر مذکور مین بھی خیال فرمائیے کہ تشبیہ فی المرتبہ یعنی فی النسبۃ
مراد ہی فقط تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین ہان کمال مماثلت اسباتکو مقتضی ہی کہ وہان بھی
یہی نام ہون اور شاید یہی وجہہ ہی کہ نام کو ذکر کیا غرض جملہ اخیرہ مین تشبیہ فی النبوۃ
دیکر اور پہلے جملون مین اسمار کا ذکر کر کے شاید اس جانب اشارہ کیا ہو کہ جیسی مقامات
افراد اراضی سافلہ مقامات افراد اراضی عالیہ ہین ایسی ہی توافق فی الاسم بھی ہے

واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر و فذلکہ دلائل یہہ عرض
ہے کہ ہر زمین مین اُس زمین کے انبیا کا خاتم ہی پر ہمارے رسول مقبول صلعم اُن
سبکے خاتم آپ کو اونکے ساتھہ وہ نسبت ہی جو بادشاہ ہفت اقلیم کو بادشاہان
اقالیم خاصہ کیسے ساتھہ نسبت ہوتی ہی جیسی ہر اقلیم کی حکومت اُس اقلیم کے بادشاہ پر
اختتام پاتی ہی چنانچہ اسیوجہ سی اُسکو بادشاہ کہا آخر بادشاہ وہی ہوتا ہی جو سبکا
حاکم ہوتا ہی ایسی ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اُس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہی
پر جیسی ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہی پھر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے
ایسی ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسی بادشاہ
ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اوس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سی جسمین
خود مقیم ہے اتنی نہین سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سی سمجھی جاتی ہے
ایسی ہی رسول اللہ صلعم کی عزت اور عظمت فقط اِس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے
سے نہین سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سی سمجھی جاتی ہی مگر تعجب
آتا ہی آجکل کے مسلمانون سی کہ کس تشدد سی اور خاتمون بلکہ خود زمینون سی انکار
کرتے ہین تسپر ماننے والون پر کفر کے فتوے دیتے ہین یا سُنی نہونیکا اتہام کرتے ہین یہہ وہی
مثل ہوئی کہ نکٹون نے ناک والون کو نکو کہا تہا خلاصہ نکٹون خاطر
منکرین اِسصورتمین یہہ ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کو اتنا عظیم الشان مت سمجھو کافر ہو جاوگے
رسول اللہ صلعم سی اتنی محبت نکرو دیکھو سُنی نرہوگی سو اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت
ہی تو اسلام سی کفر بہتر ہی اور سنت سی بدعت افضل امام شافعی نے اُن لوگون کے مقابلہ
مین جو محبت اہل بیت بوجہ غلو رفض سمجہتے تھے یون فرمایا تہا شعر ان کان رفضا حب

آل محمدؐ * فلیشہد الثقلان انی رافضی * ہم ان صاحبوں کے مقابلہ میں جو رسول اللہ صلعم کی اسقدر ازدیاد قدر سے کہ آنکے خیال سے سات گنی ہوجاے یہہ بُرا مانتے ہیں کہ قائلین ازدیاد قدر کو کافر یا خارج از مذہب اہل سنت سمجھتے ہیں اس شعر کو بدلکر یوں پڑہتے ہیں * ان کان کفراً حب قدر محمدؐ * فلیشہد الثقلان انی کافر * یہہ تو خلاصہ مطلب تہا اب خلاصہ دلائل بھی سنئے کہ دربارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیا علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب سے قمر و کواکب باقیہ بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسیطرح مستفید و مستفیض ہیں مگر یہہ بات سات زمینوں کے ہونے اور ہر زمین میں انبیا کے ہونے پر اور پہر ان انبیاء کے وصف نبوت میں معروض اور آپکے واسطہ فے العروض ہونے پر موقوف ہے جبتک یہہ بات ثابت نہو تب تک ثبوت مطلب متصور نہیں سو سات زمین کے ہونے پر ایک تو آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات دوسری حدیث مسطور بالا جسکو من اولہ الی آخرہ نقل کرچکا ہوں اور بعد ظہور توافق آیہ و حدیث اسباب میں اُن تفسیر و نکا قوال جنہوں نے سبع ارضین سے سبع اقالیم مراد لی ہیں یا ہفت طبقات زمین واحد تجویز کئے ہیں معتبر نہیں ہوسکتا خاصکر اہل فہم کے نزدیک کیونکہ آیہ مذکورہ ہی بمعیت و معیۃ حدیث مسطور تعدد اراضی پر اور وہ بھی بقدر ہفت ایسی صاف دلالت کرتی ہے جیسے آسمانونکے سات ہونے پر لفظ سبع سموات جیسے سبع سموات کے معنی میں کسی نے یہہ نہیں کہا کہ سات ٹکڑے ہیں یا سات برج مثلا یا سات طبقے ایک آسمان کے ہیں ایسے ہی یہاں یہہ خیال باطل نہ باندہنا چاہئے اور ہر زمین میں انبیا ہونے کی دلیل بہی قطع نظر اُس ثبوت کے جو اوپر مرقوم ہوا بدستور مضمون سابق تو ایک آیہ ہے

اور ایک حدیث آیہ تو یہی اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَہُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَیْنَہُنَّ اور حدیث وہ اثر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جسکی طرف اوپر اشارہ
کیا دلالت اثر تو ظاہر ہی پر دلالت آیہ بین البتہ اتنی تفصیل نہین سو یہہ اسی پر کیا موقوف
ہی اکثر آیات اسیطرح اپنی مطالب پر دلالت کرتے ہین وجہ اسکی یہہ ہی کہ مَاقَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ
مِّمَّا کَثُرَ وَاَلْہٰی یا مَاقَلَّ وَدَلَّ خَیْرٌ مِّمَّا کَثُرَ وَاَمَلَّ سو تمام آیات مین یہی ہی کہ الفاظ قلیل اور معانی کثیر
لیکن فہم ہو تو جتنا پورا پورا بیان مطالب کلام اللہ کے الفاظ مین ہوتا ہی وتنا اور الفاظ
اور بیانات تو در کنار الفاظ حدیث مین بھی نہین پر تہوڑی سی الفاظ مین مطالب کثیرہ
جو مجتمع ہو جاتی ہین اور ایک دوسری سی باعتبار الفاظ جدی نہین ہوتے یعنی ہر ایک مطلب
کے لئی جدا لفظ نہین ہوتا اِسلئی ہم سی جاہلونکو بسا اوقات معلوم نہین ہوتی ہان بدلالت
شرح صحیح جو احادیث صحیحہ نبوی صلعم ہین البتہ بڑی بڑی مطالب تہوڑی الفاظ سی
نکل آتے ہین غرض احادیث نبوی صلعم قرآن کی اول تفسیر ہی اور کیون نہو کلام اللہ کی
شان مین خود فرماتے ہین وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ جب کلام اللہ مین سب کچھ
ہوا یعنی ہر چیز بالاجمال مذکور ہوئی تو اب احادیث مین بجز تفسیر قرآنی اور کیا ہوگا اور یہہ بھی ظاہر
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر قرآن دان بہی کوئی نہین ہوا اسصورت مین جو کچھ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہی صحیح ہوگا اگر آپکی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف
نہو تو گو باعتبار سند تنا قوی نہو جیسی ہوا کرتی ہین تب بہی اور مفسرین کے احتمالون سے تو
زیادہ ہی سمجہنا چاہئی اسلئی کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہین کہین ملتی ہی
پہر اونکی فہم کا چندان اعتبار نہین ہو سکتا ہی کہ اونسی خطا ہوئی ہو نہ پہر جب باعتبار سند
بہی برابر ہوئی اور ایک آپکا قول ہو دوسرا کسی اور کا تو بیشک آپ ہی کا قول مقدم

سمجھا جائیگا اور اگر سند بھی حسب قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی
نہین سو دیکھیے لفظ یتنزل کے اگر یہ معنی بیان کیے جائین کہ نزول اوامر ونواہی اورنزول
وحی ہوتا ہی اور اثر مذکور کو اوسکی شرح کہی جاوی تو باینوجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور
باعتبار سند صحیح ہے بے شک تسلیم ہی کرنا پڑیگا بلکہ یہہ قصہ ایسا ہوجائیگا جیسے کسی اندھے
کی آنکھہ بناکر اُس سے پوچھین آفتاب کہان ہی اور وہ ٹھیک بتلائے اور آفتاب کو دیکھکر
اوسکو چینک آئے تو جیسے آفتاب کا اُسجا پر ہونا اوسکی بینا ہوجانے پر شاہد اور اُسکا بینا
ہوجانا آفتاب کے اُسجگہہ ہونے پر ایسے ہی آیہ تو اثر مذکور کی مصدق ہی اور اثر مذکور آیۃ
کی مصدق اِسپر مجکو ایک نقل یاد آئی **نقل** حضرت جنیدؒ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک
متغیر ہوگیا آپ نے سبب پوچھا تو بروی مکاشفہ اوسنے یہہ کہا کہ اپنی مان کو دوزخ
مین دیکھتا ہون حضرت جنیدؒ نے ایک لاکھہ یا پچہتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑہا تھا یون سمجھکر
کہ بعض روایتون مین اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنے جی ہی جی مین اُس مرید
کی مان کو بخشدیا اور اوسکو اطلاع نکی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہین کہ وہ جوان ہشاش
بشاش ہی آپ نے پھر سبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت مین دیکھتا ہون
سو آپ نے اِسپر یہہ فرمایا کہ اِس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجکو حدیث معلوم سے معلوم
ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ سے ہوگئی سو ایسے ہی یہان بھی سمجھیے کہ آیت مذکور تفسیر
مشار الیہ تو اثر مذکور کی موید اور اثر مذکور تفسیر مذکور کے موافق بالجملہ قوی احتمال اِس آیت
مین نزول وحی ہوتا ہی پھر بینہن کی ضمیر یا تو فقط ارض مع مثلہن کیطرف راجع ہوگی اور
بوجہ قرب اسطرف زیادہ دہیان جاتا ہی یا سموات اور ارض مع مثلہن سبکی طرف
بہرحال مطلب یہی ہوگا سو نزول امر بین السموات تو حدیث ترمذی سے جسکی طرف ہم اشارہ

کر چکے ہین معلوم ہو چکا اور یہان اس آیہ اور اُس اثر سے معلوم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نزول
امر کو نبوت لازم ہے غایۃ ما فی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نکہو پر نبوت بمعنی نزول امر بہرحال
ثابت ہے اور یہہ بات پہلے ثابت ہو چکی کہ یہہ زمین سب زمینون سے اوپر ہے اور زمینین دیر تلے
اسکے تلے واقع ہین اور نزول اوپر سے کسی چیز کے جانے کو کہتے ہین اسصورت مین نزول امر اوہر سے
اُدہر کو ہوگا تا کہ مضمون بینہن متحقق ہو کیونکہ اگر نزول احکام الہی اراضی باقیہ مین بواسطہ
حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہوا کرتا تو درصورتیکہ مرجع ضمیر جمع مذکور مین اراضی
بھی داخل ہون تو یون نفرماتے بلکہ یتنزل الامر فیہن یا علیہن فرماتے واللہ اعلم باقی اسکی
تصحیح مین بیہودہ تاویلین جب گڑہیے جو معنی متبادر کے لینے مین کچھہ دقت ہو بلکہ انصاف سے
دیکہیے تو معنی حقیقی یہی ہین کہ اوہر سے اودہر کو نزول سمجھا جاے اور وحی مذکور بواسطہ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے کے انبیا کو اسطرح پہونچے جیسے حکام کے احکام ملازمان بالادست
کے واسطہ سے ملازمان ماتحت کو پہونچتے ہین اور وہ مضمون عُلِّمتُ علم الاولین والآخرین
بنسبت انبیاء ماتحت اسطرح سے راست ہو کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر ملائکہ کی واسطہ سے انکو پہونچی
اور یہہ نہین تو نہ سہی مجرد حصول جمیع علوم ہی کافی ہے یون ہو یا جیسے علوم انبیاء زمین تہا
حاصل ہوئے باقی رہا آپکا وصف نبوت مین واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونا اور
انبیاء ماتحت علیہم السلام کا آپکے فیض کا معروض اور موصوف بالعرض ہونا وہ تحقیق معنی
خاتمیت پر موقوف ہے جسکی شرح وبسط کما ینبغی اوپر کر چکا ہون اب یہہ گذارش ہے کہ مضامین
سابقہ کو فرادی فرادی اگر دیکہیے تو عجب نہین کہ بعضے مجتہی لا امتی تسلیم مین کچھہ حیلہ و حجت کرین
اور بعضے نامعقول معقولی باین خیال کہ اکثر استدلالات مذکورہ اتفاقی ہین سو کیا اعتبار تکرار سے
پیش آئین پر اہل فطانت و فراست اور اہل حدس سے تو یون امید ہے کہ جیسے اختلاف مشکلات

کو دیکھکر بعد ملاحظہ قُرب وبُعد باہمی ولحاظ کرویت ارض وسما یہہ سمجھے کہ نور قمر نور آفتاب سے
مستفید ہے ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھکر یہہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء
سابق اور انبیاء ما تحت کمالات محمدی سے صلی اللہ علیہ وسلم مستفاد ہین اور جیسے اختلاف تشکلات
وغیرہ تنہا تنہا دلالت مطلوب معلوم مین کافی نہین ایسطرح مضامین مذکورہ فرادی فرادی گو کسی
بد فہم کو کافی نمعلوم ہون پر سب ملکر لاریب مضمون معلوم پر اتنی تو دلالت ضرور کرتی ہین جتنے اختلاف تشکلات
قمر وغیرہ استفادہ مذکور پر یا یون کہئے جیسے بہت عوارض عامہ سے ملکر ایک خاصہ مطلق پیدا ہوجاتا
ہے اور خاصہ بنجاتا ہے چنانچہ رسم ناقص ایساغوجی کے دیکھنے سے ظاہر ہے ایسے ہی دلائل مذکورہ اگر
کسیکی نظر مین تنہا تنہا عام بھی ہون تو سب ملکر مطلوب مذکور کے مساوی ہی ہوجاتے ہین
مگر یہہ بات بطور تنزل وحزم واحتیاط معروض تھی ورنہ نظر غایر اور فکر صائب اور طبع سلیم اور
ذہن مستقیم اور عقل وقاد اور قلب ذکی ہو تو سب امور مذکورہ منجملہ خواص ختم نبوت مطلق ہین قلت
فرصت وکثرت مشاغل وتقاضاء سائل نہوتا تو انشاء اللہ اس دعوی کے ثبوت اجمالی کو
مفصل لکھتا سو جیسے دھوپ کو دیکھکر آفتاب کے طلوع مین اور دھوان دیکھکر آگ کے
وجود مین اور خوشبو سونگھکر عطر کے ہونے مین اور کسیکی آواز سنکر اوسکے یا مطلق انسان کے
ہونے مین تامل نہین رہتا ایسے ہی امور مذکورہ سے ختم نبوت مطلقہ پر استدلال قابل تامل نہین
اور یہین سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ تمام استدلالات انی محل تامل نہین ہوتے ورنہ خدا کی خدائی
جو عالم کو دیکھکر معلوم ہوتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اعجاز وغیرہ سے ثابت
ہوتی ہے یا کسیکی ذکاوت کسیکی عبادت کسیکی سخاوت کسیکا بخل کسیکی شجاعت کسیکا جبن جو آثار
معلومہ سے معلوم ہوتے ہین سب محل تامل ہوجائین بجز اسکے کیا کہا جائیگا کہ جیسے یہہ امور تنہا
تنہا خواص مدلولات ہین یا مثل عوارض عامہ مجتمعہ مجتمع ہوکر خاصہ بنجاتے ہین جیسے خوارق اور

اخلاق حمیدہ اور دعوت الی الدین سوا نبی کسی اور مین نہین ہوتی ایسے ہی امر منضبطہ
اوراق گذشتہ جو در بارہ اثبات خاتمیت بطور مذکور ذکر کئی گئی ہین تنہا تنہا پائے جائین مگر مطلق
معلوم کے ساتھ خاص ہین اب بہ گذارش ہے کہ ہر چند آیہ اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰت کی
تفسیر کسی اور نے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسران متاخرین نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہے
مین نے بھی ایک بات کہدی تو کیا ہوا معنی مطابقی آیہ اگر اس احتمال پر منطبق نہون تو البتہ
گنجایش تکفیر ہے اور یون کہہ سکتے ہین کہ موافق حدیث من فسر القرآن برایہ فقد کفر یہہ
شخص کافر ہو گیا پر اس صورت مین بھی گنہگار تنہا کافر نہ ہو گا یہہ تکفیر بڑی بڑون تک پہنچے
ہان اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنی مین عرض کرتا ہون سنئے مفہوم کلی ہر ایک افراد
پر منطبق آتا ہے ہر فرد اوسکی لئے احتمال صحیح ہوا کرتا ہے سو اگر آیات قرآنی مین کوئی امر کلی
مذکور ہو تو در بارہ احتمالات فردی خواہ اونمین باہم نسبت توارد علی سبیل البدلیۃ ہو یا
نہو وہ آیہ مجمل ہو گی سو ان احتمالات مین سے کسی ایک احتمال کو بے دلیل متعلق کر دینا یا بے قرینہ
راجح سمجھنا در پردہ دعوی نبوت ہے جسکی وجہ سے ہر شخص آج کافر گنا جاتا ہے ہان اگر کوئی
دلیل عقلی یا نقلی ہو یا کوئی قرینہ عقلی یا نقلی ہوا ور پھر بقدر قوت دلیل و قرینہ کوئی شخص
کسی احتمال کو راجح کہے تو ہرگز کفر نہین ورنہ ہمیشہ تک دقائق و نکات کا نکلتے چلے آنا
جیسے بعض الفاظ احادیث مرفوعہ مثل لا یشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا
ینقضی عجائبہ اوسپر دلالت کرتے ہین کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہان جب کوئی دلیل ہے نہ
کوئی قرینہ تو پھر ترجیح احد الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے اور اسکو تفسیر
بالرای یعنی تفسیر بالہوی اور تفسیر من عند نفسہ کہہ سکتے ہین ورنہ تفسیر بالرای کیون کہتے
ہو تفسیر بالدلیل یا بالقرینہ کہو اگر توضیح بالمثال مد نظر ہے تو سنئے کہ عقل کو ایک خوردبین

اور دوربین معلومات دقیقه اور مضامین دور دراز سمجھئی جیسی اجسام صغیره و بعیده بوسیله
خوردبین و دوربین خوب واضح اور پاس معلوم ہوتے ہین ایسی ہی بوسیله عقول صافیه و سلیمه
مضامین دقیقه اور معلومات بعیده واضح اور اقرب الی الذہن معلوم ہوتی ہین مگر جیسی آلات خوردبین
و دوربین حقیقت مین صین معلوم نہین ہوتا ورنه فرق مقدار اور تفاوت بعد کی کوئی صورت
نتھی بلکه معلوم کی ایک مثال اور شبح ہوتی ہی ایسی ہی وقت ادراک معلومات دقیقه و بعیده
کنه یا وجه جو کچھه ذہن مین آتی ہی ایک مثال اور شبح مضامین مذکوره سمجھئی مگر جیسی شبح آئینه
مین علاوه اعضاء و اجزاء ذی شبح رنگ آئینه بھی جو کچھه ہو سبز فرض کیجئی یا سرخ لاحق
ہو جاتا ہی اور اُس رنگ کو اثر ذی شبح نہین کہه سکتی اثر آئینه کہتی ہین ایسی ہی کبھی بعض
مضامین زائد از اصل معلوم شبح معلوم کو ذہن مین آکر لاحق ہو جاتے ہین اور اُس
لحوق کے باعث اُنکو اصل معلوم کیطرف نسبت نہین کر سکتی بلکه ذہن عالم کیطرف کئی
جائین گے جب یہه مثال اور یہه تمہید ذہن نشین ہو گئی تو اب سُنئی که تفسیر مین امر مجمل کو واضح
کر دیتی ہین کچھه بڑہاتی گھٹاتی نہین انسان کو اگر حیوان ناطق کہا تو ایک امر مجمل کو واضح
کر دیا ہی زائد از اصل کچھه بڑہا نہین دیا سو بعینه وہی قصه ہی جو ادراک خوردبین مین
ہوتا ہی اور اسوجه سی اگر ہم تصویر آئینه کو تفسیر ذی تصویر کہین تو بجا ہی اور سفید جسم کو اگر
سبز آئینه کی خوردبین سی دیکھین تو اُس رنگ سبز کو جو تصویر آئینه مین لاحق ہو جاتا ہی
اور رنگ اصلی معلوم ہوتا ہی تفسیر بالمرآة کہین تو زیبا ہی ایسی ہی وه مضامین جنسے
مرتبه احتمال مین کچھه تعرض نہوا اور کسیکی رای یعنی عقل کی جانب سی لاحق ہو جائین تو
پھر اُنکو تفسیر بالرای کہین تو کیا بیجا ہی بہر حال تفسیر مثل ایضاح خوردبین توضیح ہوتی
ہی انشاء اور ایجاد نہین ہوتا چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہی اشیاء معدومه موجود نہین ہو جاتی

سو چہوٹی چیز کا بڑا معلوم ہونا جیسی از قسم توضیح مقدار ہی ایسی ہی کسی رنگ کا صاف
نظر آنا توضیح لون سفید کا سیاہ یا سُرخ و سبز معلوم ہونا توضیح رنگ سفید نہین بلکہ تغیر
رنگ ہی جسمین ایک رنگ کا اعدام اور دوسرے رنگ کا ایجاد ہی اس تقریر پر یہ شبہ کہ
مقدار زائد بھی اصل حقیقت سی زائد ہی مرتفع ہوگیا دوسری جس چیز کا ادراک بوسیلہ مرایا
و مناظر مطلوب ہوا کرتا ہی اُس قسم کی جو بات بوسیلہ مرایا معلوم ہوگی منجملہ تفسیر سمجھی جاویگی
سو وہ بات اگر اصل مجمل ہے تب تو تفسیر بالاصل ہوگی نہین تو تفسیر بالمرآۃ کہین گے اور
جو چیز بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب ہی نہین ہوتی وہ بات اگر معلوم بھی ہوئی تو اُسکو تفسیر
کیون کہئے تفسیر تو اُسکو کہنا چاہئے جس سے کوئی اجمال مبدل بتفصیل اور کوئی اشکال مبدل
بانحلال ہوا اور ظاہر ہے کہ مقادیر اور مواضع بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب نہین ہوا کرتی
ورنہ لازم آئی کہ اصل مقدار اشیاء مبصرہ بالمرایا اور مواضع اشیاء مذکورہ وہ ہوا کرین
جو بوسیلہ خوردبین یا دوربین معلوم ہون بالجملہ تفسیر بالرای وہ ہی جو امر مجمل و مفسر
مین اصلا نہو بلکہ اُس امر مین کلام مجمل ساکت ہوا ور مرتبہ تفسیر و تفصیل مین وہ امر
داخل کیا جای اور ظاہر ہی کہ ایسی امور کا داخل کرنا تصرفات خیالی ہین جو ہماری ہی
عقول ناقصہ کا کام ہوتا ہی باقی جو باتین بوسیلہ کسی دلیل عقلی یا نقلی کے شامل کیجاوین
اُسکو اہل ظاہر گو تفسیر کہین پر حقیقت مین تفسیر نہین ہوتی بلکہ دو کلامون جداگانہ کے
مضمونونکو اکہٹا کر دیا کرتے ہین ہان اگر تفسیر کے ایسی معنی عام لیجیے جسمین یہ
بھی شامل ہو جای تو پہر اختیار ہی لامشاحۃ فی الاصطلاح بہرحال ایسی صورتین تفسیر
بالدلیل یا تفسیر بالقرینہ کہین گے تفسیر بالرای نکہین گے الغرض ناظران اوراق کی خدمت
مین یہہ عرض ہی کہ بوجہ فوارہ کفر نہ بنین کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چہینٹا جہڑا

مولویوں کا کام یہہ نہیں کہ مسلمانوں کو کافر بنائیں اُنکا کام یہہ ہے کہ کافروں کو
مسلمان کریں عتبار نہو تو پہلے علما کے افسانے یاد کرو سوا اس زمانہ کے علما تو
ہوسکی تو اس گنہگار کو جسکا اسلام برای نام ہے دستگیری فرماکر ورطہ ہلاکت سے نجات
دیں اور ساحل سعادت تک پونہچائیں وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ العبد المذنب محمد قاسم الصدیقی النانوتوی

جواب دیگر از علماء لکھنؤ

ھو المصوب

مخفی نرہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اُسکے حق میں صحیح الاسناد کہا
اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ مستقدہ نہیں
ہے اور زمین کے طبقات جداگانہ ہونا بہت احادیث سے ثابت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح
سلسلہ نبوت اس طبقہ میں واسطے ہدایت سکان کے تیار ہوا اسیطرح سے ہر ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت
کا واسطے ہدایت وہان کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لاتناہی سلسلہ کی باطل
ہے لاجرم ہے کہ ہر طبقہ میں ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھہ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر
سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھہ تشبیہ دیا گیا پس بناء علیہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ
پر اطلاق خواتم کا درست ہے اب یہان تین احتمال ہین ایک یہہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوئے ہون دوسری یہہ کہ متقدم ہوئے ہون تیسرے یہہ کہ ہمعصر ہون
احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہے اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم انبیاء طبقات ہونگے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہین ایک یہہ کہ نبوت آنحضرت صلعم کی

مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور آپکی خاتمیت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین
وہانکے خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک انمین سے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو
دوسرے یہہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید نہو اور
دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپکا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک کا بہ نسبت
باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت نبویہ کے کہ جس سے
صاف آنحضرت صلعم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی
تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی عام ہے اور
جو نبی آپکے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام
بحکم عیسی علیہ السلام مین نقل کرتے ہین قال السبکی فی تفسیر لہ مامن نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان
بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک وفیہ من التنویہ وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع
ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم ویکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من
زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثتہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یاتی عیسی
آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی زمانہ وفی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم
کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی علیہ السلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم انتہی اور بحر العلوم
مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن مین لکھتے ہین مقتضی ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی رسول
نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بروی واجب فرض
است و سرش اینکہ ہمہ رسل در اخذ شرع مستمد از خاتم الرسالت اند و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگری
صاحب شرع نباشد انتہی خلاصہ کلام یہہ ہے کہ حدیث ابن عباس صحیح و معتبر ہے اور اُس سے طبقات تحتانیہ مین

وجود انبیاء ثابت ہی اور بسبب بطلان لاتناہی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ مین ایک آخر انبیاء بنسبت اُس طبقہ کے ہونا ضرور ہی لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہ امر ہی کہ دعوت ہماری حضرت کی عام ہی تمام مخلوقات کو شامل ہی پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہین ہوی یا قبل ہوی یا ہمعصر اور بر تقدیر اتحاد عصر متبع شریعت محمدیہ ہونگے اور ختم انکا بنسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہماری حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی مین نے کماحقہ اپنے دو رسالون مین ایک مسمی بہ الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات دوسری مسمی بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہی ہرگاہ یہ امر مہمد ہو چکا پس سمجھنا چاہیے کہ زید کو جسنے عبارت جو سوال مین مرقوم ہی لکھی ہرگاہ مماثلت سی انکار ہی اور صحت حدیث و ثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہی مخالف اہل سنت کے نہین ہی نہ کافر ہی نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہان اگر نبوت محمدیہ کو ساتھہ اسی طبقہ کے خاص کرتا ہوا اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہی کیونکہ یہ امر خلاف نصوص خلاف کلمات علماء معلوم ہوتا ہی اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہوا اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بنسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے سمجھتا ہوا اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اوسپر کچھہ مواخذہ نہین ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

مُہر

واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہوگا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حفظہ عن موجبات الغی

مُہر

محمد مہدی ابو الجیش

کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۰

اصاب المجیب کتبہ ابو الجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی

اور عدم تکفیر و تفسیق و خروج پر علماء دیوبند اور سہارنپور اور گنگوہ اور الہ آباد اور آگرہ اور سورت نے اتفاق کیا والحمد للہ علی ذلک رسخ الونکو سب بحرف بحرف لکھنی کی ضرورت نہین کہ مطالب سب کے ان دونو جوابون مین آ گئے